

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِهِ الْکَرِیمِ

وَعَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِیحِ الْمَوْعَدِ

”وَلَوْ تَقُولَ عَيْنَا بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ ۝ لَاَخَدُنَا مِنْهُ بِالْيَوْمِينِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعَنَا مِنْهُ الْوَتَيْنِ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مَنْ اَحِدَعْنَاهُ حِجْزَيْنِ ۝“ (سورۃ الحاقة آیات نمبر ۴۵ تا ۴۷)

اور اگر یہ شخص (محمد ﷺ) ہماری طرف جھوٹا الہام منسوب کر دیتا، خواہ ایک ہی ہوتا۔ تو ہم یقیناً اس کو دیکھ سے پکڑ لیتے۔ اور اس کی رُگ گردن کاٹ دیتے۔ اور اس صورت میں تم میں سے کوئی نہ ہوتا جو اسے درمیان میں حائل ہو کر (خدا کی پکڑ سے) بچا سکتا۔ (ترجمہ از تفسیر صیغہ)

بیشیر الدین محمود احمد (پلوس ثانی) کی رُگ گردن کلنے (قطع و تین) کے واقعہ کی اصل حقیقت

احمدی بہنو، بھائیو اور بزرگو اور دیگر قارئین کرام

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

جناب مقبول احمد صاحب جو کہ میری معلومات کے مطابق پیشے کے لحاظ سے ایک سرجن (surgeon) ہیں۔ وہ مورخہ ۲۷ ستمبر ۲۰۱۵ء کو بہت سارے دوستوں کے نام اپنی ای میل میں لکھتے ہیں:-

"Please see attached document. I tried to prove this statement wrong that: "wateen" or main artery of Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad (Musleh Moud) was cut during attack on his neck.

some people try to apply verses of sura Al Haqa 45-47 on Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad (Musleh Moud) to prove that he was punished by God because of his false claim."

Mabool Ahmed. (27.9.2015 06:58 uhr)

"برائے مہربانی مسلکہ دستاویز کو دیکھیں۔ میں نے اس بیان کو غلط ثابت کر دیا ہے کہ مرزا بیشیر الدین محمود احمد کی رُگ گردن پر حملہ کے دوران اُسکی و تین یا شرگ قطع ہو گئی تھی۔ کچھ لوگ سورۃ الحاقة کی آیات ۴۵ تا ۴۷ مرزابیشیر الدین محمود احمد (مصلح موعود) پر چسپاں کرتے ہیں کہ اُس کے جھوٹے دعوے کی بناء پر خدا نے اُس کو مزادی تھی۔" مقبول احمد مورخہ ۲۷ ستمبر ۲۰۱۵ء (نج کر ۵۸ منٹ)

قارئین کرام:- جناب مقبول احمد صاحب کا مضمون خاکسار کے اس جوابی مضمون کیسا تھا آخر پر مسلک ہے اور آپ سب میرا جوابی مضمون پڑھنے سے پہلے اُنکا مضمون بھی ضرور پڑھ لیں اور پھر بعد ازاں آپ خود ہی دیانتداری اور انصاف کیسا تھا یہ فیصلہ کر لینا کہ جناب مرزابیشیر الدین محمود پر حملہ کے دوران کیا اُنکی و تین یعنی شرگ کٹی تھی یا کہ نہیں؟؟ ۔ صلاۓ عام ہے یاراں نکتہ داں کیلے

واضح رہے کہ بعض اوقات نبیوں اور مرسلوں پر اُنکی قوموں کی طرف سے اُن پر جھوٹے الزامات لگائے جاتے ہیں۔ تاریخ انہیاں اس حقیقت پر شاہد ناطق ہے۔ اور قارئین کرام بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض فرمی بی اور مکار لوگ ایک نبی کی جماعت پر قبضہ کر کے اُسے اپنی جماعت بنالیتے ہیں۔ اور پھر بانئے جماعت کی اصل تعلیم درمیان سے نکل جاتی ہے یا نکال دی جاتی ہے اور قابض شخص بانئے جماعت کے نام پر لوگوں کو اپنی تعلیم کی طرف بلا نا شروع کر دیتا ہے۔ مثلاً حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریمؐ کے صلیب کے واقعہ کے بعد اس قسم کی حرکت پلوس نے کی تھی اور اس نے تثیلیت کا باطل عقیدہ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریمؐ کے نام پر پھیلا یا تھا۔ تاریخ مذہب سے پتہ ملتا ہے کہ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے واقعہ صلیب کے تقریباً ۳ سال بعد ایک یہودی پلوس نے دمشق میں اس تثیلیتی فتنہ کی بنیاد رکھی تھی۔

جیسا کہ بانے جماعت احمد یہ حضرت مرزا غلام احمد اس ضمن میں اپنے ایک اشتہار میں فرماتے ہیں:-
 ”یعنی یہ کہ تثنیت اور تین خداوں کی بنیاد دمشق سے ہی پڑی تھی۔ کیا ہی منحوس وہ دن تھا جب پلوس یہودی ایک خواب کا منصوبہ بنائے کر دمشق میں داخل ہوا۔ اور بعض سادہ لوح عیسایوں کے پاس یہ ظاہر کیا کہ خداوند مسیح مجھے دکھائی دیا اور اس تعلیم کے شائع کرنے کیلئے ارشاد فرمایا کہ گویا وہ بھی ایک خدا ہے۔ **بس وہی خواب تثنیت کے مذہب کی تحریزی تھی۔** غرض یہ شرک عظیم کا کھیت اول دمشق میں ہی بڑھا اور پھولا اور پھر یہ زہرا اور جگہوں میں پھیلتی گئی۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۲۹۱، ۲۹۲)

حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی طرح مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی وفات کے ٹھیک ۳۶ سال بعد جماعت احمد یہ میں پلوس کی طرح جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد نے بھی ایک خواب کی بنیاد پر اپنے موعود مصلح (موعود زکی غلام اور موعود حلیم غلام یعنی مثیل مبارک احمد) ہونے کا جھوٹا دعویٰ کر کے جماعت احمد یہ میں ختم نبوت کی طرح ختم مجددیت کا ایک فاسد اور ایک غیر اسلامی عقیدہ جاری کر دیا۔ بلکہ خلیفہ خدا بناتا ہے کے ایک عظیم جل کیسا تھا سادہ لوح احمد یوں کو خدا پرستی سے ہٹا کر خلافت پرستی پر لاگا دیا۔ واضح رہے کہ عیسایوں میں موجودہ پاپائی نظام بھی حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی تعلیم کی بجائے پلوسی ایجاد ہے۔ بعینہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو بھی آنحضرت ﷺ کی پاک اور مطہر زندگی اور آپکے بعد خلفائے راشدین کے مقدس اور پاکیزہ طرز عمل میں کوئی خلافتی نظام نظر نہ آیا بلکہ وہ اپنے جانشینوں کو ہدایت کرتے ہیں کہ تم بھی عیسایوں کے پاپائی نظام کی طرح کا کوئی خلافتی نظام ایجاد کرو۔ وہ خلافت کے حوالہ سے سورۃ النور کی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

”جس طرح وہ لوگ (عیسائی لوگ) اپنا خلیفہ منتخب کرتے ہیں اُسی طرح یا اُسکے قریب قریب تم بھی اپنے لیے خلافت کے انتخاب کا طریقہ ایجاد کرو۔ چنانچہ اس طریق سے قریباً اُنس سوال سے عیسایوں کی خلافت محفوظ چلی آتی ہے۔“ (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۳۹۰)

قارئین کرام:- پس جس طرح پلوس کا نفسانی خواب تبلیغی شرک کا موجب بنائیں بشیر الدین محمود احمد کا نفسانی خواب بھی جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کیسا تھا سادہ جماعت احمد یہ میں خلافت کے مقدس نام پر خلافت پرستی کے شرک کی تحریزی کا موجب بنا۔ حضرت امام مہدی مسیح موعود پلوس کے متعلق لکھتے ہیں:-

(۱) ”باقی رہا پلوس کا اجتنباد یا اُسکے اقوال۔ جن لوگوں نے پلوس کے چال چلن پر غور کی ہے اور جیسا کہ اُسکے بعض خطوط کے نقرات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر مذہب والے کے رنگ میں ہو جاتا تھا۔ تمہیں خوب معلوم ہے اور اُسکے حالات میں آزاد خیال لوگوں نے لکھا ہے کہ اچھے چال چلن کا آدمی نہ تھا۔ بعض تاریخوں سے پایا جاتا ہے کہ وہ ایک کاہن کی لڑکی پر عاشق تھا اور ابتداء میں اُس نے بڑے بڑے دکھ عیسایوں کو دیئے اور بعد میں جب کوئی راہ اُسے نہ ملی اور اپنے مقصد میں کامیابی کا کوئی ذریعہ اُسے نظر نہ آیا تو اُس نے ایک خواب بنائے اپنے آپ کو حواریوں کا جمعدار بنالیا۔ خود عیسایوں کو اس کا اعتراف ہے کہ وہ **براسنگل اور خراب آدمی تھا** اور یونانی بھی پڑھا ہوا تھا۔ میں نے جہاں تک غور کی ہے۔ مجھے یہی معلوم ہوا ہے کہ وہ ساری خرابی اس لڑکی ہی کے معاملہ کی تھی اور عیسائی مذہب کے ساتھ اپنی دشمنی کا مل

کرنے کیلئے اُس نے یہ طریق آخري سوچا کہ اپنا اعتبار جمانے کیلئے ایک خواب صنادی اور عیسائی ہو گیا۔ اور پھر یوسع کی تعلیم کو اپنے طرز پر ایک نئی تعلیم کے رنگ میں ڈال دیا۔ میں کہتا ہوں کہ عیسائی مذہب کی خرابی اور اسکی بدعتوں کا اصل بانی یہی شخص ہے۔” (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۳۸، نیو ایڈ لیشن جلد ۲ صفحہ ۱۰۰)

(۲) ”پلوں کی بابت میں پہلے کہہ آیا ہوں کہ جس کی تحریروں اور تقریروں پر اپنی خدائی کا انحصار تھا۔ تجہب کی بات ہے کہ خدا ہو کر اسکے واسطے منہ سے ایک لفظ بھی پیشگوئی کا نہ تھا، بلکہ چاہیے تھا کہ وصیت نامہ لکھ دیتے کہ پلوں اس مذہب کا جمدادار کیا جاوے گا اور جب یہ نہیں تو پھر اس کو کیا حق حاصل تھا کہ وہ خود بخود مجتہد بن بیٹھا۔ اس کو یہ ساری شیفکیٹ ملا کہاں سے تھا؟ یہی وجہ ہے کہ یہ (عیسائیت۔ نقل) یسوعی مذہب نہیں بلکہ پلوسی ایجاد ہے۔“ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۳۱، نیو ایڈ لیشن جلد ۲ صفحہ ۱۰۲)

اے میرے احمدی بھائیو!! موجودہ جماعت احمدیہ محمود درحقیقت وہ جماعت نہیں جس کی بنیاد بانی سلسلہ احمدیہ حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ نے رکھی تھی، بلکہ اسکے بانی مبانی خلیفہ ثانی یعنی پلوں ثانی ہیں جنہوں نے جماعتی تعلیم کو اپنے طرز پر ایک نئی تعلیم کے رنگ میں ڈھال کر جماعت احمدیہ میں خرابی کا، بدعت کا، شرک کا، غلامی کا اور جبر کا دروازہ کھولا ہے۔ پلوں کی طرح مرزا بشیر الدین محمود احمدی بھی کوئی اپنے چال چلن کا آدمی نہیں تھا۔ اس پر خود حضورؐ کی زندگی میں پہلا بدکرداری کا الزام لگا اور پھر ساری زندگی اس پر وقتاً فوت قاتاً یہی الزامات لگتے رہے؟ مریدوں کو چھوڑیں خلیفہ ثانی کی اپنی اولاد اور اسکے اپنے رشتہ داروں تک نے اسکے کردار کے متعلق انگلیاں اٹھائی ہیں۔ یہ سب الزامات آپ کی زندگی میں مؤکد بعذاب قسموں کیسا تھا آپ پر لگائے گئے تھے اور کتابوں اور رسالوں کی شکل میں آج تک ریکارڈ (record) پر موجود ہیں۔ اگر بشیر الدین محمود احمد نہ دوش اور زکی تھے تو پھر ان پر فرض تھا کہ وہ اپنے برگزیدہ والد حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کے فتویٰ کے مطابق اپنے پرالزام عائد کرنے والوں سے مبالغہ کرتے۔ جیسا کہ حضور زنا کے الزام کے حوالہ سے فرماتے ہیں:-

(۱) ”مبالغہ صرف ایسے شخصوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنارکھ کر کسی دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔“ (الحکم، ۲۴ مارچ ۱۹۰۲ء)

(۲) ”دوم اس ظالم کیسا تھا جو بے جا تھمت کسی پر لگا کر اور اس کو ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ مثلاً مستورہ عورت کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ عورت زانیہ ہے۔ کیونکہ میں نے پچشم خود اس کو زنا کرتے دیکھا ہے یا مثلاً ایک شخص کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شراب خور ہے۔ کیونکہ پچشم خود اسے شراب پیتے دیکھا ہے۔ تو اس حالت میں بھی مبالغہ جائز ہے۔ کیونکہ اس جگہ کوئی اجتہادی اختلاف نہیں کیونکہ ایک شخص اپنے یقین اور رویت کی بنارکھ کر ایک مومن بھائی کو ذلت پہنچانا چاہتا ہے۔“ (الحکم، ۲۴ مارچ ۱۹۰۲ء)

(۳) ”یہ تو اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہہ کر میں نے اسے پچشم خود زنا کرتے دیکھا ہے یا پچشم خود شراب پیتے دیکھا ہے۔ اگر میں اس بے بنیاد و افترا کیلئے مبالغہ نہ کرتا تو اور کیا کرتا،“ (تلیغ رسالت، جلد نمبر ۲، صفحہ ۲)

لیکن اے میرے احمدی بھائیو!! مرزا بشیر الدین محمود احمد ساری زندگی الزام کنندگان کیسا تھا مبالغہ کرنے کی بجائے اُن سے چار گواہوں کا

مطالبه کرتا رہا۔ اگر وہ نزدیک تھا اگر الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے مطابق وہ زکی (وہ پاک اور نیک) تھا تو اُسے چاہیے تھا کہ وہ اپنے محترم والد (جس کو آنحضرت ﷺ نے حکم و عدل فرمایا ہوا تھا) کے فتویٰ کے مطابق (جس کا میں درج بالاسطور میں ذکر کر چکا ہوں) الزام کنندگان سے کنندگان کیسا تھا مبایلہ کرتا تاکہ اللہ تعالیٰ اُنکے درمیان حق کے مطابق فیصلہ صادر فرمادیتا۔ لیکن بشیر الدین محمود احمد ان الزام کنندگان سے مبایلہ کرنے کی بجائے ساری زندگی اُن سے چار گواہوں کا مطالبه کرتا رہا اور اس مطالبه کے پیچھے چھپ کر بیٹھا رہا۔ قارئین کرام: کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مرزا محمود احمد پر الزامات لگانے والے اپنے دعاویٰ میں سچ تھے اور بلا ریب بشیر الدین محمود احمد کا چال چلن درست نہیں تھا۔ وہ پیشگوئی مصلح موعود کے مطابق زکی غلام نہیں تھا بلکہ وہ ایک جنسی بھیڑ یا تھا اور اُس نے تمام الزامات لگانے والوں سے جنسی زیادتیاں کیں تھیں۔ مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارہ

اس تہذید کے بعد ادب میں اصل موضوع کی طرف آتا ہوں کہ مورخہ ۱۰ ارماں ۱۹۵۳ء کے دن چاقو کے حملہ کے نتیجہ میں کیا جناب پلوں ثانی کی شرگ یعنی دین قطع ہوئی تھی یا کہ نہیں؟ اس سوال پر روشنی ڈالنے سے پہلے میں لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ جماعت احمد یہ میں پلوں ثانی کی شرگ کا قطع ہونا ایک ایسا بیّن واقعہ ہے جس کے قطعی ثبوت نہ صرف جماعت احمد یہ محمود کے لڑپچار اور کتب میں موجود ہیں بلکہ ان سے انکار بھی ممکن نہیں ہے۔ لیکن عجیب بات ہے کہ بعض عقیدت مند علمی میں پلوں ثانی کی قطع دین کے اس کھلے کھلے واقعہ کو لوگوں کی نظروں میں مشکوک بنانے اور ایک مفتری علی اللہ کو نعوذ بالله مصلح موعود اور زکی غلام قرار دینے کی وجہی کارروائیوں میں ابھی تک مصروف ہیں۔

الْوَتَيْنِ سے کیا مراد ہے؟

[۱] قارئین کرام: آئیں سب سے پہلے تو ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مفتری علی اللہ کی سزا کیلئے سورۃ الحلقہ میں جو لفظ **وَتَيْنَ** استعمال فرمایا ہے اس وَتَيْنَ سے کیا مراد ہے؟ وَتَيْنَ چونکہ عربی لفظ ہے لہذا خاکسار ذیل میں اولاً **الْوَتَيْنِ** کے لغوی معانی درج کرتا ہے۔

عربی زبان میں وَتَنَ یَتَنُ سے لیا ہوا ہے، ضرب بضرب کے باب سے مثال ہے جس کا مطلب ہے، کسی چیز کا ہمیشہ سے ہونا، دائم ہونا، منقطع نہ ہونا، صاحب مجم مقاکس اللہ کے لکھتے ہیں:- وَتَنُ (الواو والباء والنون): کلمہ تدل علی ثبات و ملازمه۔

وَتَنُ (و، ت، ن کا مجموعہ) ایک ایسا کلمہ جس سے ثابت قدمی، اور ہمیشہ ایک کام کرتے رہنا ثابت ہوتا ہے، عرب کہتے ہیں وَتَنَ الماء پانی شدت کیسا تھا جاری ہوا، اس طرح کہ کبھی نہ رکے، جبکہ رکے ہوئے پانی کے حوض پر کبھی اس کا اطلاق ہو چکا ہے۔ اور وَتَيْنَ اسی باب کا صیغہ مبالغہ ہے، اور اصطلاح میں اُس شریان ابھر کو کہا جاتا ہے، جس کے خون کی گردش با قاعدہ اور مسلسل ہو، جو انسان کی زندگی میں، کبھی نہ رکتی ہو۔

(۱) امام محمد بن ابو بکر رازی متوفی ۲۶۷ھ مختار الصحاح میں لکھتے ہیں:- ”الْوَتَيْنِ: عرق فی القلب اذا انقطع مات صاحبہ (مختار الصحاح صفحہ ۸۰۷) وَتَيْنَ دل میں ایک رگ ہے، جب وہ کٹ جائے تو وہ شخص مر جاتا ہے۔

(۲) ”الوَتَيْنُ الشَّرِيَانُ الرَّئِيسُ الَّذِي يَغْذِي جَسْمَ الْإِنْسَانَ بِالدَّمِ النَّقِيِّ الْخَارِجِ مِنَ الْقَلْبِ“ وَتَيْنُ وَهُوَ مَرْكُزُ شَرِيَانٍ هُوَ، جَوَ انساني جسم کو طاقت اور قوت بخشتا ہے، صاف خون سے، جو کہ دل سے نکلتا ہے۔ (المعجم الوسيط جلد ۲ صفحہ ۱۰۱۰)

(۳) الْوَتَيْنُ: عَرْقٌ فِي الْقَلْبِ إِذَا انْقَطَعَ مَاتَ صَاحِبُهُ (سان العرب) دل کی ایسی رگ کو وَتَيْنَ کہتے ہیں کہ اگر وہ کٹ جائے تو انسان فوراً ہلاک ہو جائے۔ (ضياء القرآن جلد ۶ صفحہ ۳۵۵)

(۴) الْوَتَيْنُ: عَرْقٌ يُسْقِي الْكَبْدَ إِذَا انْقَطَعَ مَاتَ صَاحِبُهُ (مفردات) رگ جو جگر کو سیراب کرتی ہے۔ جب کٹ جائے تو انسان مر جاتا ہے۔ (ضياء القرآن جلد ۶ صفحہ ۳۵۵)

(۵) اَبْنُ سَيِّدِهِ مَعْرُوفٌ عَالَمٌ لُغْتُ عَرَبٍ فَرَمَّا تَيْنَ: ”وَقَالَ ابْنُ سَيِّدِهِ هُوَ عَرْقٌ لَا صَقٌ بِالصَّلْبِ مِنْ بَاطِنِهِ أَجْمَعٌ يُسْقِي الْعَروقَ كُلُّهَا الدَّمَ وَيُسْقِي الْلَّحْمَ وَهُوَ نَهَرُ الْجَسْدِ وَقِيلُ هُوَ عَرْقٌ أَبْيَضٌ مُسْتَبْطَنٌ بِالْفَقَارِ وَقِيلُ الْوَتَيْنُ يُسْتَقِي مِنْ الْفَؤَادِ وَفِيهِ الدَّمُ۔“ وَتَيْنَ اس رگ کو کھا جاتا ہے، جو کہ اندر کی طرف سے پشت کیسا تھگی ہوئی ہوتی ہے، تمام رگوں کو خون اسی سے ملتا ہے، اور گوشت کو خون سے تروتازہ رکھتی اور وہ درحقیقت بدن میں نہر (کی ماند) ہے، اور بعض نے کھا وہ سفید رنگ ہے، عمود فقری کی پشت پر، اور بعض نے کھا ہے اس کا سرچشمہ دل ہے، اور اس میں خون ہوتا ہے۔

(۶) مَلْكُ شَامَ كَمَرْعُوفٌ عَالَمٌ أَوْ قَرْآنِيٌّ مُفْسِرٌ أَوْ الرَّفِيقَهُ الْإِسْلَامِيٌّ وَادْلَهَهُ كَدِيرٌ عَلَامَهُ ڈاکْٹُرُ وَهْبَهُ زَحْلَى اسے فقط بُری موت سے ایک تعبیر کہتے ہیں: ”لَعْقَبَنَاهُ وَأَنْتَقَمَنَاهُ بِقُوَّةٍ، أَوْ لَاَخْذَنَا بِيَدِهِ الْيَمْنِيٌّ، بَاهَانَةٌ بِالْغَةٍ، ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْعَرْقَ الْمُتَصَلِّ بِقَلْبِهِ، أَيْ أَمْتَنَاهُ، وَهَذَا تَصْوِيرٌ لَأَهْلَكَهُ بِأَشْنَعِ صُورَةٍ“ (التفسير الوجيز ۵۲۹)

ہم اُسے عذاب دیں گے، اور اس سے انتقام لیں گے، اور یا اُس کو نہایت اہانت آمیز طریقے سے، اُسکے سیدھے ہاتھ سے پکڑیں گے، اور اُسکی وہ رگ جو اُسکے دل سے متصل ہے، کاٹیں گے یعنی اُسے مارڈا لیں گے، اور یا اُسکی بُری طرح موت کی ایک تصویر ہے (یہاں پر اُسکی بُری موت کا ایک نقشہ کھینچا گیا ہے، محض ایک کنایہ ہے بُری موت سے)۔

اسی مطلب کو علامہ محمد علی الصابوی اپنی التفسیر الواضح لمیسر میں لکھتے ہیں: ”لَمْ يَقُلْ تَعَالَى: لِضَرِبِنَا عَنْقَهُ أَوْ أَهْلَكَنَاهُ وَمَوْتَنَاهُ، وَأَنَّمَا صَوْرَهُ بِأَفْظَعِ مَا يَفْعَلُهُ الْمُلُوكُ، بِمَنْ يَغْضِبُونَ عَلَيْهِ، وَهُوَ أَنْ يَأْخُذَ الْجَلَادَ بِيَمِينِهِ، وَيَكْبَهُ عَلَى وَجْهِهِ، وَهُوَ يَرِي السَّيْفَ، ثُمَّ يَضْرِبُ عَنْقَهُ، وَيَقْطَعُ مِنْهُ الْأَوْدَاجَ، وَإِنَّهُ لِمَنْ نَظَرَ مِنْ ذِرَاعَ رَهِيبٍ، فِي تَصْوِيرِ القَتْلِ بِهَذِهِ الصُّورَةِ الشَّنِيعَةِ۔“

اللَّهُ تَعَالَى نے یہیں فرمایا: کہ ہم اُسکی گردان مار گرا سیں گے، یا اُسے ہلاک کر دیں گے، اور اُسے موت کے گھاٹ اُتار دیں گے، بلکہ شاہان وقت جس بُری موت سے، ان لوگوں کو مارتے ہیں، جن پر اُنکا غضب آچکا ہوا سے بدترین شکل کیسا تھا بُری موت سے مارنے کا نقشہ کھینچا گیا ہے، اور اس طرح کہ جلاد اُس کو سیدھے ہاتھ سے پکڑ کر اُسے زمین پر لٹائے، اور وہ تلوار کو دیکھ رہا ہو۔

(۷) مشہور مفسر قرآن، امام جارالله محدث رحمہ اللہ جن کی تفسیر قدیم امہات التفاسیر میں شمار ہوتی ہے (الکشاف عن حقائق التنزيل و

عيون الأقاويل في وجوه التأويل) میں فرماتے ہیں:- ”الوَتِينُ هُو نِيَاطُ الْقَلْبِ وَهُو جَلُ الْوَرِيدَ إِذَا قَطَعَ مَاتَ صَاحِبُهُ“
وتین دل کی نیاط کو کہا جاتا ہے (جو دل پر لٹکا ہوا ہے یا جس پر دل کا دار و مدار ہے) اور یہی گردن کی شرگ ہے، جب کٹ جائے تو انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ (تفسیر کشاف صفحہ ۱۱۳۸ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت - لبنان)

(۸) شیخ خالد عبد الرحمن العک او جز التقاسیر میں تفسیر ابن کثیر (۵۶۸) میں اخذ بالیمین کا مطلب اشد البطش، بخت گرفت لیا ہے (جو کہ درحقیقت ایک کنایہ ہے، اسی طرح وتین کوئی بھی رگ ہو، بُری موت رگ کلنے سے مراد ہو سکتی ہے)
(۹) الْوَتِينُ:- شرگ - دل کی رگ جس سے تمام رگوں میں خون جاتا ہے۔ (مصباح اللغات)

[۲] الْوَتِينُ کا انگریزی میں شرگ یعنی بڑی رگ ترجمہ کیا گیا ہے۔ جیسا کہ درج ذیل حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے۔

(1) Jugular vein: "Any of the three large veins **in the neck** that carry blood from the head to the heart." (Oxford Dictionary)

شرگ: گردن میں وہ تین بڑی رگیں جو سر سے دل کی طرف خون لاتی ہیں۔ (آکسفورڈ لغت)

(2) Jugular vein: "Any of three large veins **of the neck** that return blood to the heart from the head and face." (Collins English Dictionary)

شرگ: گردن کی وہ تین بڑی رگیں جو سر اور چہرے سے دل کی طرف خون لاتی ہیں۔ (کولن انگریزی لغت)

(3) Jugular: of the neck گردن کا

Jugular vein: "One of the veins carrying blood from the head etc." رگ گردن - (Practical dictionary)

شرگ: رگوں میں سے ایک رگ جو سر سے خون لاتی ہے۔ (پریکٹیکل اردو انگلش لغت)

(4) Jugular: Of neck or of throat گردن کا - گلے کا

Jugular vein: One of the large trunks (two on each side) by which the greater part of the blood from the head etc, returns to the heart.

شرگ: سر سے دل کی طرف خون لانے والی بڑی ورید۔ (رابعہ پریکٹیکل لغت)

[۳] الْوَتِينُ (Life-artery) کے متعلق بزرگان دین اور مفسروں کا ترجمہ۔۔۔ اب ہم سورۃ الحلقہ کی آیت کریمہ ۷۷

میں الْوَتِينُ کا جو ترجمہ بزرگان دین اور مفسروں نے کیا ہے اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

(۱) حکم و عدل حضرت امام مہدی و مسیح موعود الْوَتِينُ کے حوالہ سے فرماتے ہیں:- ”پیغمبر صاحب کو تو یہ حکم کہ اگر تو ایک افتراء مجھ پر باندھتا

تو میں تیری رگ کردن کاٹ دیتا جیسے کہ آیت وَلَوْ تَقُولَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ ۝ لَا حَدْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتَيْنِ ۝ سے ظاہر ہے اور یہاں چوبیس سال سے روزانہ افتراء خدا تعالیٰ پر ہوا اور خدا اپنی سنت قدیمہ کونہ برتے۔“ (تفسیر حضرت امام مہدی و مسیح موعود۔ جلد ۳ صفحہ ۲۵۶، حوالہ الحکم جلد ۸ نمبر ۱۹، ۲۰ مورخہ ۱۷۔ ۲۰ جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۶)

قارئین کرام:- اب سوال ہے کہ اگر الوتین گردن کی رگ نہ ہوتی تو پھر حضرت حکم و عدل اس کا ترجمہ رگ کردن کیوں فرماتے؟؟؟
 (۱) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا:- ”الوتین سے مراد رگ دل ہے۔“ (درمنشور جلد ۶ صفحہ ۷۰)
 (۲) حضرت مولانا نور الدینؒ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:- ”وتین: وہ رگ ہے جو قلب سے سر کو جاتی ہے۔“ (حقائق الفرقان جلد ۳ صفحہ ۲۰۳)

قارئین کرام:- حضرت مولانا نور الدینؒ بھی اپنے وقت کے چوٹی کے حکیم تھے اور آپؑ کے مطابق بھی وتن وہ رگ ہے جو قلب سے سر کی طرف جاتی ہے۔ ظاہر ہے جو رگ قلب سے سر کی طرف جائے وہ گردن یا گلے میں سے گزر کر ہی سر کی طرف جاتی ہے۔
 (۳) بشیر الدین محمود احمد صاحب جس کی گردن پر چاقو کے حملہ کے حوالہ سے لفظ الوتین یہاں زیر بحث ہے۔ وہ سورۃ الحلقہ کی آیت ۷۷ کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں۔ ”اور اس کی رگ کردن کاٹ دیتے۔“ (تفسیر صیر، صفحہ ۷۰)

قارئین کرام:- جس طرح مقبول احمد صاحب دعویٰ کرتے ہیں کہ الوتین گردن میں نہیں پائی جاتی۔ اب اگر الوتین گردن میں نہیں پائی جاتی تو مرا بشیر الدین محمود احمد نے اس کا ترجمہ رگ کردن کیوں کیا تھا؟ آپکا یہ ترجمہ اس حقیقت کا کلیہ ثبوت ہے کہ آپ بھی الوتین کو گردن کی ایک رگ سمجھتے تھے۔

- (۴) مولانا محمد علی صاحب اپنی تفسیر بیان القرآن میں فرماتے ہیں:- ”پھر اسکی رگ جان کاٹ دیتے۔“ (بیان القرآن صفحہ ۱۳۰۳)
- (۵) مولانا ابوالکلام آزاد اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:- ”پھر ہم اسکی رگ کردن کاٹ ڈالتے۔“ (ترجمان القرآن جلد ۳ صفحہ ۳۶۳)
- (۶) مولانا شیر عثمانی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:- ”پھر کاٹ ڈالتے اسکی گردن۔“ (تفسیر عثمانی جلد ۳ صفحہ ۷۰)
- (۷) سید قطب شہید اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:- ”اور اسکی رگ کردن کاٹ ڈالتے۔“ (فی خلال القرآن جلد ۶ صفحہ ۵۷۹)
- (۸) مولانا امین احسن اصلاحی اپنی تفسیر تدبیر القرآن میں وتن کے متعلق لکھتے ہیں:-
- ”وتین کے معنی شرگ، رگ جان یا رگ دل کے ہیں۔“ (تدبر القرآن جلد ۸ صفحہ ۵۵۳)
- (۹) سورۃ الحلقہ آیت ۷۷ کا ترجمہ مودودی صاحب اس طرح کرتے ہیں۔ ”اور اسکی رگ کردن کاٹ ڈالتے۔“
- (۱۰) میر اسحاق صاحب اس کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:- ”پھر کاٹ ڈالتے ہم اس سے رگ کردن کو۔“
- (۱۱) مرازا طاہر احمد صاحب اس کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:- ”پھر کاٹ ڈالتے اسکی رگ جان کاٹ ڈالتے۔“
- (۱۲) مذکورہ بالاحوالہ جات کی روشنی میں ہم دیکھتے ہیں کہ بزرگان دین اور مفسروں نے الوتین کا ترجمہ رگ کردن یا رگ جان یا رگ دل کیا ہے۔

اور مزید بآں یہ بھی ثابت ہو گیا کہ **الْوَتَيْنِ** یعنی شرگ گردن یا گلے سے گزرنے والی بڑی رگ ہے۔

[4] سورۃ الحلقہ آیت ۷ کا انگریزی ترجمہ۔

(۱) حضرت مولوی شیر علی صاحب سورۃ الحلقہ کی آیت کا انگریزی ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:--

“And then surely We would have severed his life-artery”

(۲) ایک انگریز Arthur J. Arberry اس آیت کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:--

“Then We would surely have cut his life-vein”

حَبْلُ الْوَرِيدِ سے کیا مراد ہے؟؟

اللہ تعالیٰ سورۃ **ق** کی آیت ۷ میں فرماتا ہے:۔ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ۔ اس آیت کریمہ میں **حَبْلُ الْوَرِيدِ** سے کیا مراد ہے؟

”الورید کل عرق یحمل الدم الازرق من الجسد الی القلب۔ و مفرد الوریدین و هما عرقان تحت الودجین ولو دجان

عرقان غلیظان عن یمین ثغرة النحر و یسارها و (حبل الورید) عرق تزععم العرب انه من الوتين و في التنزيل العزيز“ [۱]

نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ [] (المعجم الوسيط جلد صفحہ ۱۰۲۵)

ورید ہر وہ رگ ہوتی ہے جو آسمانی (نیلا) رنگ خون دل کو دیتی ہے، اور یہ وریدین کا مفرد ہے، اور رگیں و دجین کے نیچے ہوتی ہیں، اور ودجان، گلے کی دونوں طرفوں پر واقع موٹی رگوں کو کہتے ہیں، اور **حبل الورید وہ رگ ہے**، جس کے متعلق عربوں کا خیال ہے، کہ یہ بھی وتن کی قسم ہے، اور قرآن پاک میں ہے (وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ)

[1] **حَبْلُ الْوَرِيدِ** (jugular-vein) کے متعلق بزرگان دین اور مفسروں کا ترجمہ۔

قرآن کریم کی سورۃ **ق** کی آیت ۷ کے اس فقرہ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ کا ترجمہ مختلف بزرگان دین اور مفسروں نے اس طرح کیا ہے۔

(۱) حکم و عدل حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ پھر لا ہور میں اسی آیت کے بارے میں فرماتے ہیں:--۔ ”جیسا کہ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ۔ یعنی ہم اسکی شاہرگ سے بھی زیادہ اس سے نزدیک ہیں۔“ (روحانی خزانہ جلد ۲۰ صفحہ ۱۶۰)

(۲) مرا باشیر الدین محمود احمد اس کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:--۔ ”اوہم اس (انسان) سے اسکی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

(۳) حضرت مولوی محمد علی صاحب اس آیت کا ترجمہ اس طرح فرماتے ہیں:--۔ ”اوہم اس سے اسکی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں،“

(۴) محمد عاشق الہی صاحب اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:--۔ ”**حَبْلُ الْوَرِيدِ** گردن کی رگ کو کہا جاتا ہے یہ وہ رگ ہے جس کے کٹ جانے سے انسان کی زندگی باقی نہیں رہتی۔“ (انوار البیان جلد ۵ صفحہ ۱۸۶)

(۵) سید قطب شہید صاحب اس آیت کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:--۔ ”وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ۔ اوہم اسکی رگ گردن

سے بھی زیادہ اسکے قریب ہیں۔” (فی ظلال القرآن جلد ۵ صفحہ ۱۲۷)

(۶) مولانا امین حسن اصلاحی صاحب اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:- ”وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدٍ۔ وَرِيدُ رَجْ جَانَ“ کو کہتے ہیں۔ یہ عربی زبان کا ایک معروف محاورہ ہے جو غایت درجہ قرب کے اظہار کیلئے آتا ہے۔ فرمایا کہ کوئی شخص اس غلط ہنسی میں نہ رہے کہ اگر وہ ہم کو نہیں دیکھ رہا ہے تو ہم اُس سے دور ہیں۔ ہم ہر شخص کی رَجْ جَانَ سے بھی زیادہ اُس سے قریب ہیں۔” (تدریب القرآن جلد ۷ صفحہ ۵۳۶)

(۷) مولانا مودودی صاحب اس آیت کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:- ”ہم اسکی رَجْ گَرْدَنَ“ سے بھی زیادہ اُس سے قریب ہیں۔” (تفسیم القرآن جلد ۵ صفحہ ۱۱۶)

(۸) امام جلال الدین سیوطی اپنی تفسیر میں اس آیت کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:- ”اوہم اس سے شَرْگَ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔“ (درمنثور جلد ۶ صفحہ ۲۰۷)

(۹) امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: حَبْلِ الْوَرِيدٍ سے مراد رَجْ گَرْدَنَ ہے۔” (درمنثور جلد ۶ صفحہ ۲۰۸)

(۱۰) قاضی محمد ثناء اللہ صاحب پانی پتی اپنی تفسیر مظہری میں اس آیت کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:- ”اوہم اس سے شَرْگَ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔“ (تفسیر مظہری جلد ۹ صفحہ ۱۰۱) آگے آپ لکھتے ہیں:-

”حبل سے مراد رَجْ ہے اسکی ورید کی طرف اضافت ایسے ہی ہے جیسے شجرۃ الاراک اور یوم الجمعة کی اضافت ہے۔ مقصود اسکی وضاحت ہوتی ہے۔ یہ جملہ خلقناکے فاعل سے حال ہے۔ ورید ان دور گیکیں ہیں۔ رَجْ دن میں ہوتی ہیں جن کا تعلق دل کی رَجْ کیستا تھا ہوتا ہے۔ انہیں ورید اس لیے کہتے ہیں کیونکہ یہ سر سے نیچے آتی ہیں نام کی ایک وجہ یہ ذکر کی گئی کہ ان میں روح اُترتی ہے۔“ (ایضاً)

(۱۱) جناب ابوالکلام احمد آزاد اس آیت کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:- ”اوہم اسکی گَرْدَنَ رَجْ سے بھی زیادہ اسکے قریب ہیں۔“ (ترجمان القرآن جلد ۳ صفحہ ۳۸۸)

(۱۲) مولانا شبیر احمد عثمانی اس آیت کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:- ”اوہم اس سے نزدیک ہیں دھڑکتی رَجْ (رَجْ جَانَ) سے زیادہ۔“ حَبْلِ الْوَرِيدٍ کی تفسیر میں آپ فرماتے ہیں:- ”گَرْدَنَ کی رَجْ مراد ہے جسے ”شَرْگَ“ کہتے ہیں اور جس کے کٹنے سے انسان مر جاتا ہے۔ شاید یہ کنایہ ہو جان اور روح سے۔“ (تفسیر عثمانی جلد ۳ صفحات ۳۵۳، ۳۵۹)

(۱۳) جناب مرزا طاہر احمد صاحب اس آیت کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:- ”اوہم اس سے (اسکی) رَجْ جَانَ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔“ (ترجمہ قرآن کریم صفحہ ۹۳۸)

[2] سورۃ ق آیت کے اک انگریزی ترجمہ۔

(۱) حضرت مولوی شیر علی صاحب سورۃ ق کی آیت ۷۱ کا انگریزی ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:-۔۔

“and We are nearer to him than even his jugular vein”

(۲) ایک انگریز Arthur J. Arberry اس آیت کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:-۔۔

“and We are nearer to him than the jugular vein”

قارئین کرام:- ہم دیکھتے ہیں کہ بزرگان دین اور مفسرین نے ”حَبْلُ الْوَرِيدَ“ کا ترجمہ رگ جان، رگ گردن اور شرگ کیا ہے۔ واضح رہے کہ **الْوَتَنِينَ** اور **حَبْلِ الْوَرِيدِ** سے مراد شرگ یا رگ گردن ہے جس کے ذریعہ تازہ خون دماغ کی طرف جاتا ہے اور پھر دماغ سے بذریعہ گردن واپس دل کی طرف آتا ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۰ مارچ ۱۹۵۲ء کے دن نماز عصر کے بعد جناب میرزا بشیر الدین محمود احمد کی شرگ پر قاتلانہ حملہ

صاحب پر چاقو سے حملہ اُنکے جسم کے کس حصہ پر ہوا تھا؟

بُشِيرُ الدِّينِ مُحَمَّدُ اَحْمَدُ كَيْ شَرَكَ پَرْ قَا تَلَانَهُ حَمْلَهُ:-

”مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۵۲ء بروز بدھ قریباً پونے چار بجے مسجد مبارک ربوہ میں نماز عصر پڑھا کر ہمارے امام ہمام حضرت امیر المؤمنین میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہ واپس تشریف لے جا رہے تھے کہ محراب کے دروازہ پر اچانک ایک اجنبی نوجوان [مسکی ع عبد الحمید ولد منصب دار قوم جٹ چک نمبر ۲۰۷ نج والا تھانہ صدر لائلپور (فیصل آباد) سابقہ وطن تھانہ کرتار پور تحصیل وضع جاندھر] نے پیچھے سے جھپٹ کر آپ پر چاقو سے حملہ کر دیا۔ چاقو کا یہ وار حضور ایدہ اللہ بنصرہ کی گردن پر شرگ کے قریب دائیں طرف پڑا جس سے گہرا گھاؤ پڑ گیا۔ [در اصل چاقو کا یہ وار گردن پر شرگ کے قریب نہیں پڑا تھا بلکہ اس سے شرگ قطع ہو گئی تھی۔ اسکی تفصیل آگے آئے گی۔ ناقل] حملہ آور نے دوسرا اربھی کیا مگر محمد اقبال صاحب محافظ کے درمیان میں آجائے کے باعث اس مرتبہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ کی بجائے چاقو اُسے جالا گا اور وہ زخمی ہو گیا۔ نمازیوں نے حملہ آور کو پکڑنے کی کوشش کی اور کافی جدوجہد کے بعد اُسے قابو میں لا یا گیا اور اس کوشش میں بعض دوسرے بھی زخمی ہوئے۔۔۔ حضرت امام جماعت احمد یہ زخم لگنے کے فوراً بعد بہتے خون کیسا تھا چند احباب کے سہارے سے اپنے مکان میں تشریف لے گئے۔ خون کو ہاتھ سے روکنے کی پوری کوشش کے باوجود تمام راستہ میں اور سیڑھیوں پر خون مسلسل بہتا گیا، جس سے حضور کے تمام کپڑے، کوٹ، مفلر، سویٹر، قمیض، دو بنیانیں اور شلوار خون سے تربہ تر ہو گئے۔ حضور کیسا تھا چلنے والے بعض خدام کے کپڑوں پر بھی **مظلوم امام کے مقدس خون** کے قطرات گرے [خاکسار ابو العطا کے کوٹ، پاجامہ اور کپڑی پر بھی اس پاک خون کے قطرات پڑے ہیں] مکان پر پہنچ کر ابتدائی مرہم پٹی جناب ڈاکٹر صاحبزادہ منور احمد صاحب ایم بی بی ایس اور جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے کی۔ اور زخم کو صاف کر کے اور ٹانکے لگا کر تھی دیا۔ ابتداء میں یہ خیال تھا کہ زخم پون انچ گہرا اور تین انچ چوڑا ہے۔ لیکن جب رات کو لا ہور سے مشہور سرجن جناب ڈاکٹر ریاض قادر صاحب تشریف لائے اور انہوں نے زخم کی حالت دیکھ کر ضروری

سمجھا کہ ٹانکے کھول کر پوری طرح معاشرہ کیا جائے تو معلوم ہوا کہ زخم بہت زیادہ خطرناک اور سواد و انج گہر اور شاہر کے بالکل قریب تک پہنچا ہوا ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے اپنی خداداد مہارت سے کام لے کر قریباً سوا گھنٹہ لگا کر زخم کا آپریشن کیا اور اندر کی شریانوں کا منہ بند کر کے باہر ٹانکے لگا دیئے۔۔۔ (تاریخ احمدیت جلد ۷ صفحات ۲۳۰ تا ۲۳۱)

حافظی انتظام کے باوجود اللہ تعالیٰ نے بشیر الدین محمود احمد کی وتنین (رگِ گردن) کو کاٹ ڈالا۔

اللہ تعالیٰ سورۃ الحاقہ میں فرماتا ہے کہ فَمَا مُنْكِمْ فِيْنَ أَحَدٍ عَنْهُ حِجَزِيْنَ۔ (الحاقہ۔ ۳۸) پھر تم میں سے کوئی ایک بھی اس سے (ہمیں) روکنے والا نہ ہوتا۔

قارئین کرام:- اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں ہر قسم کے حفاظتی انتظامات اور تدبیروں کے باوجود جھوٹے ملہم من اللہ کی وتنین (رگِ گردن) کو قطع کر دوں گا۔ یہ بھی واضح رہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کی رگِ گردن (قطع وتنین) کے کٹنے کے واقعہ میں کوئی یہ اعتراض بھی نہیں کر سکتا کہ دشمن نے بشیر الدین محمود احمد کو اکیلا پا کر اسکی رگِ گردن (الوتنین) کو کاٹ دیا تھا بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سارے لوگوں حتیٰ کہ پھرہ داروں (bodyguards) کے انتظام کے ہوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ نے مرزا بشیر الدین محمود احمد کی وتنین (رگِ گردن) کو قطع کر دیا تھا۔۔۔ فَتَدَبَّرُوا إِلَيْهَا الْعَاقِلُونَ۔

کیا زخم شہرگ کے قریب تھا یا کہ وتنین (رگِ گردن) کٹ گئی تھی؟؟

قارئین کرام:- چاقو کا یہ زخم کافی لمبا اور گہر اتھا لیکن بعد ازاں دھیرے دھیرے یہ زخم وقت کیسا تھے جلد مندل ہوتا گیا۔ زخم کے مندل ہو جانے کے باوجود خلیفہ صاحب ہمہ وقت بے چین رہتے تھے۔ جملہ کے ایک سال بعد انہوں نے اپنا مکمل چیک آپ کروانے کیلئے یورپ جانے کا فیصلہ کیا۔ بعد ازاں یورپ میں زیورچ، ہمبرگ اور لندن کے چوٹی کے سرجنوں نے ان کے زخم کا انتہائی جدید ایکس ریز کیسا تھے تفصیلی معاشرہ کیا۔ جیسا کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:-

"He was examined very thoroughly by top experts in Zurich, Hamburg and London with such assistance as could be drawn from X-ray impressions, etc., and the unanimous conclusion was that the point of the knife had broken at the jugular vein and was embedded in it. The expert advice was that no attempt should be made to extricate it as the risk to his life involved in any such operation was too serious to be worth taking." (Ahmadiyyat, the renaissance of Islam-page No 332 / Tabshir Publications/1978)

”زیورچ، ہمبرگ اور لندن کے تینوں بڑے شہروں کے ماہر سرجنوں کے مکمل طور پر اس کا معاشرہ کرنے کے بعد انکی متفقہ رائے یہ تھی کہ چاقو کے بلیڈ کی نوک ٹوٹ کر شہرگ میں دھنس گئی ہے۔ ماہرین کی یہ رائے تھی کہ اگر ٹوٹی ہوئی نوک نکالنے کی کوشش کی گئی تو مریض کی زندگی کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔“

قارئین کرام:- الہذا ڈاکٹروں نے شہرگ (رگِ گردن) میں دھنسی ہوئی یہ چاقو کی نوک نہ نکالی۔ بعد ازاں دن بدن خلیفہ ثانی کی صحبت

گرتی گئی۔ فانج بھی ہو گیا۔ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد نے ۸ جنوری ۱۹۳۷ء کی درمیان رات دیکھی گئی جس نفسانی خواب کی بنا پر مورخہ ۲۸ جنوری کے خطبہ جمعہ میں یہ اعلان کیا تھا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۴ء کی الہامی پیشگوئی کے مطابق میں ہی مصلح موعود ہوں۔ اپنے اس جھوٹے الہامی دعویٰ مصلح موعود کے ۲۱ سال ۹ ماہ اور ۷ دن کے بعد بالآخر وہ ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو فوت ہو گئے۔

سورۃ الحلقہ کی مذکورہ آیات کی روشنی میں حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ جھوٹے مدعاً الہام کے متعلق فرماتے ہیں:-۔۔۔

”اسی وجہ سے میں بار بار کہتا ہوں کہ صادق کیلئے آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیانا ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افترا کر کے آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تینیس (۲۳) برس تک مهلت پاسکے ضرور ہلاک ہوگا۔“

(اربعین (۱۰۰ء) بحوالہ روحانی خزانہ جلد ۷ صفحہ ۲۳۲)

اے میرے احمدی بھائیو! اللہ تعالیٰ نے مرزا بشیر الدین محمود احمد کو اُسکے محترم والد حضرت بانع سلسلہ احمدیہ کے مذکورہ بالا بیان اور فتویٰ کے مطابق قطعی طور پر اُسکے دعویٰ مصلح موعود میں جھوٹا ثابت کر دیا۔۔۔ فَتَدْبِرُوا إِيَّا أُولَى الْأَبْصَار رسالہ اربعین میں ہی حضور ارشاد فرماتے ہیں:-۔۔۔ ”اور قرآن شریف میں صد ہا جگہ اس بات کو پاؤ گے کہ خدا تعالیٰ مفتری علی اللہ کو ہرگز سلامت نہیں چھوڑتا اور اسی دنیا میں اس کو سزادیتا ہے اور ہلاک کرتا ہے۔“ (اربعین بحوالہ روحانی خزانہ جلد ۷ صفحہ ۲۳۲)

قارئین کرام:- شہرگ پر حملے کے بعد پہلے جناب خلیفہ ثانی مفلوج ہوئے۔ بعد ازاں آہستہ آہستہ ہوش و حواس سے بھی عاری ہوتے گئے قطع و تین (۱۰ مارچ ۱۹۵۳ء) کے بعد گیارہ سال آٹھ ماہ تکلیف اور دکھ میں گزار کر بالآخر ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو وہ فوت ہو گئے۔

جبیسا کہ حضرت امام مہدی و مسیح موعود فرماتے ہیں کہ کوئی بھی مفتری علی اللہ (جھوٹا مدعاً الہام) آنحضرت ﷺ کی طرح اپنے الہامی دعویٰ کے بعد تینیس (۲۳) سال کا زمانہ نہیں پاسکتا۔ اسی طرح حضور یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ مفتری علی اللہ کو اللہ تعالیٰ نہ صرف ہلاک کرتا ہے بلکہ اُسے سزا بھی دیتا ہے۔ اگر کوئی محمودی یہ اعتراض کرے کہ خلیفہ ثانی اس حملے کے نتیجہ میں موقعہ پروفت نہیں ہوئے تھے؟ تو اس سلسلہ میں جواب اعرض ہے کہ۔۔۔

(اولاً) اگر کسی جھوٹے شخص کی شہرگ کاٹ کر اللہ تعالیٰ اُسے موقعہ پر ہی ہلاک کر دے تو اس سے مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہموں کو جو وعدہ سنائی ہے اُسکی غرض وغایت پوری نہیں ہو سکتی۔ وہ اس طرح کہ جھوٹے ملہم کی ہلاکت (بیٹک یہ ہلاکت شہرگ کے کٹنے سے ہی ہوئی ہو) کے بعد اُس کے مرید تو اُسے مظلوم امام یا شہید اور نہ جانے کیا کیا بناتے پھر یہیں گے لہذا اس طرح ضروری ہوا کہ اللہ تعالیٰ ایسے مفتری کو نہ صرف تینیس (۲۳) سال سے کم عرصہ میں ہلاک کرے بلکہ اُسے اذیت ناک سزا بھی دے تاکہ اُسکے مرید اُسے شہید اعظم وغیرہ نہ بناسکیں۔

(ثانیاً) خلیفہ ثانی صاحب اس حملہ کے فوراً بعد اگر ہلاک ہو جاتے تو پھر لوگوں کو کس طرح پتہ چل سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہم کیلئے اپنی مقرر کردہ سزا کے مطابق اُسکی شہرگ (الوثین) قطع کر دی تھی؟ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت سے پرده اٹھانے اور آئندہ پیشگوئی مصلح موعود

کے مصدق موعود زکی غلام مسح الزماں کو قطع و تین کا ثبوت فرآہم کرنے کیلئے خلیفہ ثانی کی شرگ میں چاقو کی نوک کو توڑ کرنے صرف اُسے موقعہ پر منے سے بچایا بلکہ اُس کے طبی معاںوں کے ذریعے اُس کی قطع و تین یعنی رگِ گردن کے کٹنے کا یہ عبرت ناک ثبوت لوگوں کو دکھا بھی دیا۔۔۔ تفکروا و تندموا و اتقوا اللہ و لا تغلو۔۔۔

جناب مقبول احمد صاحب اور دیگر احمدی بھائیو!!۔۔۔ آپ سب سے سوال ہے کہ اگر خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود سچا تھا تو پھر صادقوں کی طرح ۱۰ مارچ ۱۹۵۲ء کے دن اللہ تعالیٰ کی مدد آنکے شامل حال کیوں نہ ہوئی اور جھوٹے ملہم کی رگِ گردن کٹنے یعنی قطع و تین (الحاقہ۔ ۷) کا قرآنی فرمان اپنی قہری تجھی کیستھا نکے وجود میں کیوں پورا ہوا تھا؟؟؟ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

مکاروں اور دغابازوں کا بد انجام۔۔۔

تاریخ نہ ہب سے ہمیں پتہ ملتا ہے کہ مکار اور فربی لوگ سچے مرسلوں کی رحلت کے بعد انگی جماعتوں پر قبضہ کر کے اور پھر اپنے قبضے کو مستحکم کرنے اور دوام دینے کیلئے بانیان سلسلوں (مرسلوں) کے نام پر انکی مصطفاً تعلیم میں اپنی طرف سے جھوٹی باتیں ملا لیتے ہیں۔ ایسے فربی اور مکاروں کا انجام ہمیشہ بد ہوا کرتا ہے۔ مثلاً پولوس نے ایک جھوٹی اور نفسانی خواب کی بنا پر حضرت مسح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی تعلیم میں آپ کے نام پر اپنی طرف سے جھوٹے اور دجالی خیالات شامل کر دیئے تھے۔ بعد ازاں انہی جرائم کی سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اس مکار اور دغاباز کو پھانسی کی سزا دلوائی۔ جیسا کہ حضرت بانع سلسلہ احمد یہ اسی ضمن میں فرماتے ہیں:-

”یعقوب حضرت عیسیٰ کا بھائی جو مریم کا بیٹا تھا وہ درحقیقت ایک راستباز آدمی تھا۔ وہ تمام باتوں میں توریت پر عمل کرتا تھا اور سور کو حرام سمجھتا تھا۔ اور یہودیوں کی طرح بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتا تھا اور جیسا کہ چاہیے تھا وہ اپنے تینیں ایک یہودی سمجھتا تھا۔ صرف یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ کی نبوت پر ایمان رکھتا تھا۔ لیکن پولوس نے بیت المقدس سے بھی نفرت دلائی۔ آخر خدا تعالیٰ کی غیرت نے اُس کو پکڑا اور ایک بادشاہ نے اُس کو سوی دے دیا۔ اور اس طرح پر اُس کا خاتمہ ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ صادق اور خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے اس لیے وہ سوی سے نجات پا گئے اور خدا تعالیٰ نے اُن کو سوی پر سے زندہ بچا لیا۔ لیکن چونکہ پولوس نے سچائی کو جھوڑ دیا تھا اس لیے وہ لکڑی پر لٹکا گیا۔“ (چشمہ سیگی۔ روحانی خزانہ جلد ۲۰ صفحہ ۳۷)

حضرت امام مہدی و مسح موعود کی وفات کے ۶ سال بعد حضور کی صدر انجمن احمد یہ کو نظر انداز بلکہ رد کرتے ہوئے احمدی خلافت راشدہ کی صف لپیٹ کر جناب مرزابشیر الدین محمود احمد نے اولاد جماعت احمد یہ کی قیادت پر قبضہ کر لیا۔ اور پھر ۳۶ سال بعد پولوس کی طرح ایک نفسانی خواب کی بنا پر حلفاً جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کر دیا۔ اس جھوٹے الہامی دعویٰ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے پھر سورۃ الحلاقہ میں مفتری علی اللہ کی قطع و تین کی وعید کے مطابق ۱۰ مارچ ۱۹۵۲ء کے دن انکی شرگ کو کاٹ کرنے صرف اُسکے الہامی دعویٰ مصلح موعود کو جھوٹا ثابت کر دیا بلکہ اُسے دنیا کیلئے ایک عبرت کا نشان بھی بنادیا۔

خلیفہ ثانی صاحب کا بد اور بھیانا ک انجام۔۔۔

اپنے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے نتیجے میں پہلے خلیفہ ثانی پر قاتلانہ حملہ کے نتیجہ میں اُسکی شہرگ (الْقَتَّانِ) قطع ہوئی۔ بعد ازاں وہ مفلوج ہو کر آہستہ آہستہ عبرت کا نشان بھی بنتا چلا گیا۔ وہ دماغی طور پر بھی اور جسمانی طور پر بھی آپا بیچ ہو کر کم و بیش دس سال تک بستر مرگ پر ایڑیاں رکھتا رہا۔ زندگی کے آخری دس سالوں میں جماعتی امور سے عملًا اتعلق ہو چکا تھا۔ یہ بیانات اور تاثرات میرے نہیں بلکہ خلیفہ ثانی صاحب کے اپنے ہیں جو آپ ہی کے جاری کردہ موئر روزنامہ الفضل میں شائع ہوئے تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔

(۱) ”مجھ پر فال کا حملہ ہوا اور اب میں پاخانہ پیشاب کیلئے بھی امداد کا محتاج ہوں دو قدم بھی چل نہیں سکتا۔“ (الفصل ۱۲ / اپریل ۱۹۵۵ء)

(۲) ”۲۶ رفروری کو مغرب کے قریب مجھ پر باہمیں طرف فال کا حملہ ہوا اور تھوڑے وقت کیلئے میں ہاتھ پاؤں سے معذور ہو گیا۔ دماغ کا عمل معطل ہو گیا اور دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا۔“ (الفصل ۲۶ / اپریل ۱۹۵۵ء)

(۳) میں اس وقت بالکل بیکار ہوں۔ اور ایک منٹ نہیں سوچ سکتا۔“ (۲۶ / اپریل ۱۹۵۵ء)

جناب مقبول احمد صاحب اور دیگر احمدی بھائیو! اب خلاصہ عرض کرتا ہوں کہ قرآن کریم اور رزکی غلام سے متعلقہ مبشر الہامات کی روشنی میں قطعی طور پر ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کی نرینہ اولاد کو پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے ویسے ہی باہر کر دیا تھا اور سنت اللہ کے مطابق حضور کا کوئی لڑکا مصلح موعود نہیں ہو سکتا تھا۔ آپ سب کو واضح رہے کہ۔۔۔

(۱) خلیفہ ثانی صاحب نے دسمبر ۱۹۴۳ء میں حلفاً جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کیا تھا۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟ ہرگز نہیں۔

(۲) امراء ۱۹۵۳ء کو نماز عصر کے بعد بوقت پونے چار بجے اُسکی شہرگ پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟ ہرگز نہیں۔

(۳) یورپ کے تین بڑے شہروں کے ماہر سرجنوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ دیا تھا کہ چاقو کے بلید کی نوک شہرگ میں دھنسی ہوئی ہے۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟ ہرگز نہیں۔

(۴) آپ سب کو یہ بھی واضح رہے کہ حضرت امام مہدی و مسیح موعود نے فال کو اپنی تحریروں میں **دکھی ما** قرار دیا ہوا ہے۔ قطع و تین یعنی شہرگ کے کٹنے کے نتیجے میں خلیفہ ثانی مفلوج ہو گئے تھے۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟ ہرگز نہیں۔

(۵) قریباً دس سال تک بستر مرگ پر آپا بیچ ہو کر لیٹے رہے۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟ ہرگز نہیں۔

(۶) مرزا محمود احمد کے اپنے بیانات بھی کیا جھوٹ ہیں؟ ہرگز ہرگز نہیں۔ اس طرح مرزا محمود احمد کے بدانجام نے اُسکے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹے ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔

(۷) خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹے ہونے کے بارے میں ایک اور اہم ثبوت کے ضمن میں عرض ہے کہ خلیفہ صاحب کے بقول آپ کو ۱۹۴۲ء میں آپکے خوش کن اور بہترین انجام کے سلسلہ میں ایک الہام ہوا تھا۔ آپ لکھتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ اُس نے مجھے یہ خوشخبری دی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے کاموں کو پورا کرے گا۔ اور میرا انجام نہایت خوشکن ہو گا۔“ چنانچہ ۱۹۴۲ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے الہاماً فرمایا: **مَوْتُ حَسَنٍ مَوْتُ حَسَنٍ فِي وَقْتٍ حَسَنٍ** کہ حسن کی موت بہترین موت ہو گی اور

ایسے وقت میں ہوگی جو بہترین ہوگا۔ اس الہام میں مجھے حسن کا بروز کہا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ذات کیستہ تعلق رکھنے والی پیشگوئیوں کو پورا کرے گا۔ اور میرا نجام بہترین نجام ہوگا۔ اور جماعت میں کسی قسم کی خرابی پیدا نہ ہوگی۔ فلحمدللہ علی ذالک۔ (تفسیر کبیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۵)

اے احمدی بھائیو! اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب کے اپنے الہام کے مطابق کیا آپ کا نجام خوش کن اور بہترین نجام ہوا تھا؟ ہرگز نہیں۔ واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ (جو ہربات پر قدرت اور طاقت رکھتا ہے) نے خلیفہ ثانی کو خوش کن اور بہترین نجام کی بجائے بد نجام سے دوچار کر کے کیا انکے الہاموں کی قلعی کھول نہیں دی تھی؟؟ اور اس طرح جب خلیفہ ثانی صاحب کا اپنے نجام کے متعلق الہام نفسانی ثابت ہو گیا تو پھر آپ کے خواب اور اس میں جو آپ کو الہام ہوا تھا اُس کا کیا اعتبار ہے؟؟؟ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے اے احمدی بھائیو! حضور کے ایک جسمانی لڑکے کی پیشگوئی بطور فرع پیشگوئی مصلح موعود میں شامل ہے۔ مثلاً ”ایک وجہہ اور پاک لڑکا“ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ ”وَهُوَ الَّذِي تَرَى إِلَيْهِ تَخْرِيمَ سَعَادَةِ الْمُسْلِمِينَ“ مصلح موعود کے اس حصے کا مصدق اولاً حضور کا پہلا لڑکا بشیر احمد اول تھا۔ بشیر احمد اول کی وفات کے بعد بطور مثالی پیشگوئی مصلح موعود کا یہ متعلقہ ضمنی حصہ بشیر الدین محمود احمد کی طرف منتقل ہو گیا۔ لیکن خلیفہ ثانی صاحب نے مصلح موعود کا دعویٰ کر کے اپنے اس متعلقہ ضمنی حصہ سے تجاوز کر کے پیشگوئی مصلح موعود پر عملًا قبضہ کر لیا۔ خاکسار نے اپنی کتاب **غلام مسیح الزماں** کے پہلے حصے الہامی پیشگوئی کا تجزیہ کے دوسرے باب (جس کا نام غلام مسیح الزماں ہے) میں کامل طور پر ثابت کیا ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد مثالی بشیر احمد اول تھے۔ اگر خلیفہ ثانی تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہوئے اپنے دعویٰ کو مثالی بشیر احمد اول تک محدود رکھتے تو وہ **لَوْتَقُولُ عَلَيْنَا** کی گرفت میں ہرگز نہ آتے لیکن اگر وہ ایسا کرتے تو اُسکی اور اُسکی اولاد کی نفسانی خواہشات اور اُن کا ہزار سالہ حکومت کا خواب پورا نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن انہوں نے اپنی خواہش کو پورا کرنے کیلئے جان بوجھ کر مصلح موعود (زکی غلام) کا دعویٰ کر کے اس الہامی پیشگوئی پر قبضہ جمالیا اور یہی جرم اُسکی سزا کا موجب بنا۔ ہو سکتا ہے کسی محمودی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ اگر مرزا بشیر الدین محمود احمد غلط تھا اور اتنا بڑا مجرم تھا تو پھر اُس نے جو بہت سارے کارنامے سر انجام دیئے ہیں یا جماعت کو بہت ترقی دی تھی۔ اس مجرم کے ہاتھوں یہ کارنامے کیسے سر انجام پا گئے۔ جو اب اعرض ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کو بطور مثالی بشیر احمد اول وہ صلحتیں دی گئی تھیں جو جماعتی ترقی اور اُسکے کارناموں کی وجہ بنی ہیں۔ اس میں ہماری کوئی دورائے نہیں ہیں اور خاکسار اس حقیقت سے پوری طرح آگاہ ہے۔ لیکن جب اُس نے ۱۹۲۳ء میں مصلح موعود کا غلط دعویٰ کر کے الہامی پیشگوئی مصلح موعود پر قبضہ جمالیا تو پھر اس وجہ سے وہ مجرم بنا اور سزا پائی۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ فاسقوں کے ہاتھوں سے بھی دین کی ترقی کرو سکتا ہے۔ جیسا کہ یزیدی خلافت کے حوالہ سے حضور فرماتے ہیں:-

”یہ الگ امر ہے کہ یزید کے ہاتھ سے بھی اسلامی ترقی ہوئی۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ وہ چاہے تو فاسق کے ہاتھ سے بھی ترقی ہو جاتی ہے۔“ (ملفوظات جلد ۳ جلد یادی یشن صفحہ ۵۸۰)

مقبول احمد صاحب کی تحریر کا جواب۔۔۔ اب میں مقبول احمد صاحب کے مضمون کی طرف آتا ہوں۔ وہ اپنے مضمون کے آخر میں

لکھتے ہیں:-۔۔۔

(۱) **قولہ:**۔۔۔ ”قرآن میں خدا پر جھوٹ باندھنے والے کی جس شریان (الوتین) کی قطع کرنے کا ذکر ہے وہ گردن میں نہیں پائی جاتی بلکہ اس کا آغاز دل سے سینہ میں ہوتا ہے اور اسکے کٹنے سے انسان کی فوری موت واقع ہونے کا قوی امکان ہوتا ہے۔ کیونکہ جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت مرتضیٰ شیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی اصلح موعود کی گردن پرسر کے قریب خنجر سے حملہ ہوانہ کہ سینہ پر لہذا دل سے نکلنے والی شریان (الوتین) کے کٹنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی ثبوت ہے اور نہ ہی آپ کی فوری وفات ہوئی جس کی قرآن اور طب کی رو سے موقع کی جاسکتی ہے۔ بلکہ آپ کچھ عرصہ میں گردن کے زخم سے صحت یا بہو کر اپنے فرائض کی انجام دہی میں پھر مصروف ہو گئے اور کچھ ماہ بعد اسی سال کے جلسہ سالانہ پر خطاب فرمایا اور اپنے اوپر ہونے والے حملہ کی تفصیل بھی بیان فرمائی جو مندرجہ بالاتر احمدیت کے صفحات میں موجود ہے۔“

الجواب:۔۔۔ قارئین کرام۔ دل ناشریتی کی شکل کا ایک ایسا انسانی عضو (organ) ہے جو جسم کے تمام حصوں کو صاف خون فراہم کرتا ہے اور گندہ خون صاف کرنے کیلئے پھیپھڑوں کی طرف دھکیلتا ہے۔ خون کی تمام بڑی شریانیں دل سے ہی نکلتی ہیں اور پھر آگے ذیلی شریانوں میں تقسیم ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح الوتين (life-artery) بھی دل کی ایک بڑی شریان ہے۔ یہی شریان انسانی جسم کے دوسرے بڑے عضو دماغ کو صاف خون پہنچاتی ہے اور اسی کے ذریعہ گندہ خون واپس دل کی طرف آتا ہے۔ جیسا کہ میں پہلے ذکر کر آیا ہوں کہ الوتين کے اردو میں کئی نام ہیں۔ مثلاً شرگ، رگ، جان، رگ دل اور رگ گردن وغیرہ اسی شریان کے مختلف نام ہیں۔ انگریزی میں اسی شریان کو jugular vein اور life artery کہتے ہیں۔ یہاں پر خاکسار دوبارہ سورۃ الحلقہ کی آیت ۷۲ کے ترجمہ کے حوالہ سے بتانا چاہتا ہے کہ حضرت امام مہدی و مسیح موعود نے اس آیت کا ترجمہ اس طرح فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:-

(۱) ”پغمبر صاحب کو تو یہ حکم کہ اگر تو ایک افتاء مجھ پر باندھتا تو میں تیری رگ گردن کاٹ دیتا جیسے کہ آیت وَلَوْ تَقُولَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقْوَى يُلَّا تَخْذِنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ۝۵۰ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ۝۵۰ سے ظاہر ہے اور یہاں چوبیں سال سے روزانہ افتاء خدا تعالیٰ پر ہوا اور خدا اپنی سنت قدیمه کو نہ بر تے۔“ (تفسیر حضرت امام مہدی و مسیح موعود۔ جلد ۳ صفحہ ۳۵۶۔ بحوالہ الحکم جلد ۸ نمبر ۱۹، ۲۰ مورخہ ۷۔۲۰)

جون ۱۹۰۲ء صفحہ ۶)

قارئین کرام:- (۱) اب سوال ہے کہ اگر الوتين گردن کی رگ نہ ہوتی تو پھر حضرت حکم و عدل اس کا ترجمہ رگ گردن کیوں فرماتے؟؟ (۲) حضرت مولانا نور الدین اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:-۔۔۔ ”وتین: وہ رگ ہے جو قلب سے سر کو جاتی ہے۔“ (حقائق الفرقان جلد ۳ صفحہ ۲۰۳)

حضرت مولانا نور الدینؒ بھی اپنے وقت کے چوٹی کے حکیم تھے اور آپؒ کے مطابق بھی وتن وہ رگ ہے جو قلب سے سر کی طرف جاتی

ہے۔ ظاہر ہے کہ جو رُگ قلب سے سر کی طرف جائے وہ گردن یا گلے میں سے گز کر ہی سر کی طرف جاتی ہے۔

(۳) جس شخصیت یعنی مرزا محمود احمد صاحب کے حوالہ سے **الْوَتَيْنِ** ہمارے زیر بحث ہے۔ وہ سورۃ الحاقہ کی آیت ۷ کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:- ”اور اس (یعنی اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کی **رُگ گردن** کاٹ دیتے۔“

اے احمدی بھائیو اور دیگر قارئین کرام !!:- جس انسان کی گردن پر حملہ ہوا تھا وہ خود **الْوَتَيْنِ** کا ترجمہ **رُگ گردن** کر رہا ہے۔ اب یہ عام فہم (common sense) بات ہے کہ اگر **الْوَتَيْنِ** گردن میں نہ ہوتی تو پھر اس کا ترجمہ خلیفہ ثانی صاحب **رُگ گردن** کبھی نہ کرتے؟

مورخہ ۱۰ ارماءج ۹۵۲ء کو جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد کی گردن پر ہی حملہ ہوا تھا اور اس حملہ میں بحوالہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب لندن، ہمبُرگ اور زیورچ کے ماہر سرجنوں کے مطابق خلیفہ ثانی صاحب کی الْوَتَيْنِ (jugular vein) کٹ گئی تھی۔

جہاں تک سوال ہے کہ **الْوَتَيْنِ** (jugular vein) کے کٹنے کے بعد فوری موت واقع ہو جاتی ہے تو یہ درست ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ کسی مجرم کی **الْوَتَيْنِ** کو کاٹ کر اُسے سزا دینے اور اُسے عبرت کا نشان بنانے، لوگوں کو اُسکی **رُگ گردن** کے کٹنے (قطع و تین) کا عبرت ناک ثبوت دکھانے اور تاریخ میں اس ثبوت کو محفوظ کرنے کیلئے اُسے موقعہ پر ہلاک ہونے سے بچا بھی سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہی کچھ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد کی ساتھ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحاقہ میں مفتری علی اللہ کے متعلق قطع و تین کی جو وعید مقرر کر چھوڑی ہے اُسکے مطابق اللہ تعالیٰ نے مرزا بشیر الدین محمود احمد کی و تین قطع بھی کر دی اور اُسے سزا دینے اور قطع و تین کا عبرت ناک ثبوت لوگوں کو دکھانے اور اسے تاریخ میں محفوظ کرنے کیلئے اُسے موقعہ پر ہلاکت سے بچایا بھی تھا۔ قارئین کو واضح رہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اس مجرم اور مفسد کو موقعہ پر ہلاک کر دیتا تو پھر بعد میں نزول فرمانیوala ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود کا اصل اور حقیقی مصداق لوگوں کو بشیر الدین محمود احمد کی قطع و تین کا ثبوت کہاں سے دکھاتا؟؟؟

مرزا بشیر الدین محمود احمد اور فرعون مصر کی ساتھ اللہ تعالیٰ کا روز مرہ قانون قدرت سے ہٹ کر سلوک۔

قرآن کریم ہمیں خبر دیتا ہے کہ فرعون مصر ایک ظالم اور مفسد حکمران تھا۔ اُس نے بنی اسرائیل کو غلام بنایا ہوا تھا۔ وہ نہ صرف ان پر ظلم کرتا تھا بلکہ انکے لڑکوں کو قتل کر دیتا تھا اور لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کیسا تھا ایک اسرائیلی بچہ کی اُسی کے گھر میں پورش کروائی اور اُسے جوان کیا۔ بعد ازاں موئی نامی اس جوان کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی رستگاری کیلئے فرعون اور اُسکے حواریوں کی طرف مرسل بنایا کر بھیج دیا۔ حضرت موئی نے اپنی سچائی کے حق میں فرعون کو بہت سارے مجرے دکھائے لیکن ظالم فرعون پر ان مجذرات کا کوئی آثر نہ ہوا اور وہ اپنی اصلاح کی بجائے حضرت موئی اور بنی اسرائیل پر اپنے ظلم و ستم بڑھاتا چلا گیا۔ بالآخر حضرت موئی الہی حکم پر بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے چل پڑے۔ ظالم فرعون حضرت موئی اور بنی اسرائیل کو پکڑنے کیلئے اپنے لاو لشکر کیسا تھا ان پر چڑھ دوڑا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کیسا تھا حضرت موئی علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو سمندر میں سے راستہ بنایا کر بخیر و عافیت دوسرا طرف گزار دیا لیکن فرعون اور اُس کے لشکروں کو سمندر میں غرق کر دیا۔ فرعون جب ڈوبنے لگا تو اُس نے کہا کہ میں بنی اسرائیل کے خدا پر ایمان لاتا ہوں

لیکن اللہ تعالیٰ نے اُسے فرمایا کہ تواب ایمان لانے لگا ہے۔ حالانکہ پہلے تو نافرمانوں اور مفسدوں میں سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس مجرم اور مفسد سے فرمایا کہ ہم بعد میں آنیوالے ظالموں اور متكبروں کیلئے ایک نصیحت آموز اور ایک عبرت کا نشان بنانے کیلئے تیرے بدن کے ذریعہ تجھے جزوی نجات دیتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کا ذکر سورۃ یونس میں اس طرح فرمایا ہے:-

”وَجَاؤْرَنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغِيَاً وَعَدُوًا حَتَّىٰ إِذَا أَدْرَكَهُ الْفَرْقُ قَالَ آمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي
آمَنْتُ بِهِ بَنُوا إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ۝ آلآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلَ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ۝ فَإِلَيْوْمَ نُنْجِيَكَ بِبَدْنِكَ لِتَكُونَ
لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ“ (یوس - ۹۳ تا ۹۱) اور ہم بنی اسرائیل کو سمندر پارا تار لائے تو فرعون اور
اسکے شکروں نے بغاوت اور زیادتی سے کام لیتے ہوئے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ جب اُسے غرقابی نے آلیا تو اُس نے کہا میں ایمان
لاتا ہوں کہ کوئی معبد نہیں مگر وہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں (بھی) فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ (ہم نے کہا) کیا (تو)
اب (ایمان لایا ہے)! حالانکہ اس سے پہلے تو نافرمانی سے کام لیتا رہا اور تو مفسدوں میں سے تھا۔ پس آج کے دن ہم تیرے بدن کے
ذریعہ تجھے (جزوی) نجات بخشیں گے تاکہ تو اپنے بعد آنیوالوں کیلئے ایک عبرت کا نشان بن جائے۔ اور لوگوں میں سے اکثر یقیناً ہمارے
نشانات سے بالکل غافل ہیں۔

اے احمدی بھائیو اور دیگر قارئین کرام:- ہم سب جانتے ہیں کہ قانون قدرت کے مطابق مرنے کے ایک عرصہ کے بعد عام انسانوں کا جسم مٹی بن جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے اس عام قانون کے برخلاف اپنی قدرت کاملہ سے ظالم فرعون کے جسم کو آئندہ انسانوں کیلئے ایک عبرت کا نشان بنانے کیلئے محفوظ فرمادیا۔ قریباً ساڑھے تین ہزار سال پہلے غرق ہو کر مرنے والے منفتح فرعون کا جسم مصر کے عجائب خانہ میں آج بھی ہر دور کے فرعونوں اور متکبروں کیلئے ایک عبرت کا نظارہ پیش کر رہا ہے۔ انسانی جسموں کیلئے جو قانون بنایا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس قانون سے ہٹ کر مجزانہ رنگ میں ظالم فرعون کی لاش کو محفوظ بنا کرتا رہنے انسانی میں (اُن لوگوں کیلئے جو سبق حاصل کرنا چاہیں) اُسے ایک عبرت کا نشان بنایا تھا۔ یہی سلوک اللہ تعالیٰ نے دور جدید کے فرعون اور پولوس ثانی مرزابشیر الدین محمود احمد کیسا تھبھی کیا ہے۔ اُسے بھی قطع و تین کے بعد مجزانہ طور پر موت سے بچا کرنہ صرف اُسے سزادی بلکہ سبق حاصل کرنیوالوں کیلئے اُسے ایک عبرت کا نشان بھی بنادیا۔ مزید براں اس ظالم انسان کو مجزانہ رنگ میں موت سے بچانے میں یہ سر بھی پوشیدہ تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آئندہ نزول فرمانے والے موعود کی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) کے ہاتھ میں اس جھوٹے مدعی مصلح موعود کی قطع و تین کا ثبوت بھی دینا تھا۔

جماعت احمدیہ اور بنی اسرائیل میں مماثلت۔۔۔

قارئین کرام:- حضرت مرزا غلام احمد آخری زمانہ کے یعقوب بھی ہیں۔ جیسا کہ آپ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:- ۷

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

لہذا درجہ میں آپکی جماعت احمدیہ بنی اسرائیل کی قائم مقام ہے۔ جیسا کہ حضور ۵ را پر میل ۹۰۵ء کے درج ذیل الہام کے حوالہ سے

فرماتے ہیں:-

(۱) ”۵ راپریل ۱۹۰۵ء۔ کَفْفُتْ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ (ترجمہ۔ از مرتب) میں نے بنی اسرائیل سے (دشمن کا حملہ) روک دیا۔ بنی اسرائیل سے مُراد وہ قوم ہے جس پر اس قسم کے واقعات تکلیف وارد ہوئے ہوں جیسے کہ بنی اسرائیل پر فرعون کے زمانہ میں ہوئے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری جماعت بنی اسرائیل سے مشابہ ہے۔ وہ لوگ جو ان پر بے جا ظالمانہ حملہ کرتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ نے فرعون سے مشابہت دی ہے۔ اور پیشگوئی کا حاصل مطلب یہ ہے کہ ایسے بے جا حملے کرنیوالے روک دئے جائیں گے اور ایسے نشان ظاہر ہوں گے کہ انکی باتوں کا لوگوں کے دلوں پر کچھ اثر نہیں ہوگا۔“ (تذکرہ۔ صفحات ۳۲۸، ۳۲۹)

(۲) ”کَفْفُتْ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ۔ آنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَوْ جُنُوْدُهُمَا كَانُوا أَخَاطِئِينَ۔ آنِي مَعَ الْأَفْوَاجِ اتَّيْكَ بَعْثَةً۔“ اور پھر فرمایا کہ میں تیری جماعت کے لوگوں کو جو مخلص ہیں اور بیٹوں کا حکم رکھتے ہیں، بچاؤں گا۔ اس وجی میں خدا تعالیٰ نے مجھے اسرائیل قرار دیا اور مخلص لوگوں کو میرے بیٹے۔ اس طرح پر وہ بنی اسرائیل ٹھہرے۔ اور پھر فرمایا کہ میں آخر کو ظاہر کروں گا کہ فرعون یعنی وہ لوگ جو فرعون کی خصلت پر ہیں اور ہامان یعنی وہ لوگ جو ہامان کی خصلت پر ہیں اور ان کیسا تھا لوگ جو ان کا لشکر ہیں۔ یہ سب خطاب پر تھے۔ اور پھر فرمایا کہ میں اپنی تمام فوجوں کیسا تھا یعنی فرشتوں کیسا تھا نشانوں کے دھلانے کیلئے ناگہانی طور پر تیرے پاس آؤں گا۔ یعنی اُس وقت جب اکثر لوگ باور نہیں کریں گے اور ہنسی اور رُٹھٹھے میں مشغول ہونگے اور بالکل میرے کام سے بے خبر ہونگے۔ تب میں اُس نشان کو ظاہر کر دوں گا کہ جس سے زمین کا نپ اٹھے گی۔ تب وہ روز دنیا کیلئے ایک ماتم کا دن ہوگا۔ مبارک وہ جو ڈریں اور قبل اسکے جو خدا کے غضب کا دن آؤے تو بہ سے اُس کو راضی کر لیں کیونکہ وہ حلیم اور کریم اور غفور اور توبہ ہے جیسا کہ وہ شدید العقاب بھی ہے۔“ (تذکرہ۔ صفحات ۳۵۱، ۳۵۲)

اے احمدی بھائیو اور قارئین کرام: جس طرح حضرت یعقوب اول کی جسمانی اولاد (بنی اسرائیل) کو غلام بنا کر فرعون ان پر ظلم و ستم ڈھاتا تھا۔ انکے بیٹوں کو قتل کرتا تھا اور انکی اڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا۔ اسی طرح مرزابیش الردین محمود احمد نے جماعت احمدیہ پر قبضہ کر کے اس پر ایک فرعونی جری نظام مسلط کر دیا۔ اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ دین میں کوئی جرنہیں (البقرہ۔ ۷۲۵) اور بانے اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں کہ ”اخلاف امتی رحمة“ میری امت میں (معقول اور مدلل) اختلاف باعث رحمت ہوگا۔ لیکن اس شخص نے مذہب ہی کے نام پر احمدیوں سے آزادی ضمیر کا حق چھین کر انہیں زندہ درگور بنادیا۔ اُس نے ہر اختلاف کرنیوالے احمدی پر اخراج اور مقاطعہ کی تلوار لٹکا دی۔ اپنے خاندانی مذہبی اقتدار کی گرفت کو احمدیوں پر مضبوط کرنے اور انہیں پختہ اسیر بنانے کیلئے نہ صرف انہیں مختلف گروپوں (اطفال الاحمدیہ، ناصرت الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنة اماء اللہ) میں تقسیم کر دیا بلکہ انکی ذہنی تطہیر (brain washing) اس طرح کی گئی کہ وہ بے چارے ذہنی طور پر مفلوج ہو کر رہ گئے۔ انکی سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتیں صلب ہو گئیں۔

اے میرے احمدی بھائیو! حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت احمدیہ میں بنی اسرائیل کی طرح جنہیں اسیر بنایا جانا تھا انکی رستگاری

کیلئے اللہ تعالیٰ نے محمدی مریمؑ کو قبل از میں ایک زکی غلام کی بشارت بھی عنایت فرمادی تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اُسکے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا۔“

واضح رہے کہ محمدی مریم حضرت مرزاغلام احمدؓ نے اپنے موعود زکی غلام یعنی اسیروں کے نجات دہندہ کو مصلح موعود کا لقب دیا تھا۔ دور جدید کے فرعون یعنی مرزابشیر الدین محمود احمد کا سب سے بڑا گناہ اور سب سے بڑا جرم یہ تھا کہ نہ صرف اُس نے بنی اسرائیل کی طرح آخری زمانے کے یعقوب حضرت مرزاغلام احمدؓ کی روحانی اولاد بنی اسرائیل (کو اسیربنایا بلکہ مصلح موعود کا جھوٹا دعویٰ کر کے آنیوالے نجات دہندہ کا اس نے راستہ بھی بند کر دیا۔ **بڑی دلیری** کیسا تھم ختم نبوت کی طرح دین اسلام میں جاری و ساری تجدیدی نعمت پر خاتمیت کا ٹھپپہ بھی لگا کر بیٹھ گیا۔ تھی اللہ تعالیٰ نے مفتری علی اللہ کے حوالہ سے سورۃ الحلقہ میں مفتری علی اللہ کے سلسلہ میں مقرر فرمائی ہوئی اپنی قہری و عید کے مطابق اس ظالم اور متکبر شخص کے تمام حفاظتی انتظامات کے باوجود اسکی **الوتین** (رگ گردان) کاٹ دی۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح ظالم فرعون کے جسم کو اپنے عام قانون قدرت کے برخلاف محفوظ فرمادیا کیلئے اُسے ایک عبرت کا نشان بنایا یعنی اللہ تعالیٰ نے مرزابشیر الدین محمود احمد کی نہ صرف رگ گردان (**الوتین**) کاٹ بلکہ اُسے سزادینے کی خاطر مجذونہ رنگ میں اسکی شہرگ میں چاقو کی نوک توڑ کر اُسے موت سے بھی بچایا اور اس طرح فرعون مصر کے جسم کی مانند دور حاضر کے اس فرعون کی قطع و تین کے عبرت ناک واقعہ کو انسانی تاریخ میں بطور نشان محفوظ کر کے اُسے ہمیشہ کیلئے ایک عبرت کا نشان بھی بنادیا۔

(۲) **قولہ**:— ”اب اس تفصیل کے بعد ان لوگوں کا یہ دعویٰ کہ امام جماعت احمدیہ پر گردان پر ہونے والے حملہ سے ظاہری طور پر وہ شریان کٹ گئی جسے قرآن نے ”الوتین“ کہا ہے، کیا باطل ثابت نہیں ہو جاتا۔ اور پھر اسکی بنیاد پر انکا یہ دعویٰ کہ جماعت احمدیہ کے دوسرے امام نے خدا پر جھوٹ باندھا لہذا یہ شریان (**الوتین**) کٹ گئی، بھی باطل نہیں ہے ہر تباہ؟“

الجواب:— جناب نے جو تفصیل **الوتین** کے حوالہ سے لکھی ہے وہ تو میں اپنے مضمون میں بذریعہ دلائل قطعی طور پر جھوٹ اور بے بنیاد ثابت کر چکا ہوں۔ لگتا ہے آپ نے جب یہ مضمون لکھا تھا تو آپ ہوش میں نہیں تھے۔ وگرنہ **الوتین** کے حوالہ سے جناب مرزابشیر الدین محمود احمد نے سورۃ الحلقہ کی آیت ۷۳ کا جو ترجمہ کیا ہے۔ آپکے نام نہاد کا یہ ترجمہ ہی **الوتین** کے حوالہ سے آپکے دعویٰ کو جھوٹا ثابت کر رہا ہے۔ آپ ایسے پڑھے لکھے محمودیوں کا جب یہ حال ہے تو پھر علم اور ان پڑھنے میں مدد کیا جائے ہوگا؟؟

(۳) **قولہ**:— ”جب سچائی کھل جائے تو شریف النفس اسے مان لیتے ہیں اور فضول کی تاویلات نہیں کرتے اور اپنے دعویٰ سے دستبردار ہو کر معدتر کرتے ہیں اور معافی مانگتے ہیں۔“

الجواب:— واضح رہے کہ اگر کوئی نقطہ نظر یا دعویٰ غلط ثابت ہو جائے تو اس پر نظر ثانی کرنے میں تقویٰ شumar مومنوں کیلئے کوئی حرج کی بات نہیں ہے لیکن جماعت احمدیہ محمود نے اپنی مذہبی دوکان کو تحفظ دینے کیلئے نظر ثانی کے اس دروازے کو سرے سے ہی بند کیا ہوا ہے۔ آپ کا مضمون تو آپکی مذہبی لاعلمی کامنہ بولتا ثبوت ہے۔ حکم و عدل حضرت مرزاغلام احمدؓ نے سورۃ الحلقہ کی آیت ۷۳ کا جو ترجمہ کیا

ہے۔ کیا اس میں آپ نے الوتین کا ترجمہ رگ گردن نہیں کیا ہے؟ اسی طرح حضرت خلیفہ اولؑ نے بھی الوتین کے حوالہ سے لکھا ہے کہ۔ ”وتین: وہ رگ ہے جو قلب سے سر کو جاتی ہے۔“ اسی طرح آپ کے نام نہاد مصلح موعود نے بھی الوتین کا ترجمہ رگ گردن کیا ہوا ہے۔ الوتین کے حوالہ سے آپ کا یہ دعویٰ (کہ الوتین گردن میں نہیں ہوتی) تو مذکورہ بالاتینوں شخصیات کے الوتین کے ترجمہ سے ہی غلط ثابت ہو گیا ہے۔

جناب مقبول احمد صاحب:۔ معافی اور معاذر توجہ جماعت احمد یہ محمود اور آپ ایسے لوگوں کو کرنی چاہیے کیونکہ خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود تو انکے جوں، جولائی ۱۹۰۸ء کے رسالہ تصحیحزاد الاذہان میں شائع شدہ اپنے مضمون سے ہی غلط ہو جاتا ہے جس میں انہوں نے مثیل مبارک احمد کے متعلق لکھا تھا کہ۔۔۔

”ان إلهامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؐ سے لڑکا ہو گا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہو گا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہو گا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰ ابن داؤد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلانے گا۔“

لیکن مقام افسوس ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے حوالہ سے جماعت احمد یہ محمود اور آپ ایسے پڑھے لکھ ان پڑھوں کا حال گل محمد جیسا ہے کہ۔۔۔ ”زمین جنبند نہ جنبند گل محمد“

(۴) **قولہ:**۔۔۔ ”آئیں اسلام کے اس بطل جلیل پر سلام بھیجیں جس نے اپنے عمل سے ثابت کر دکھایا کہ وہ اسلام کے فتح نصیب جر نیل مرزا غلام احمد قادریانی کا وہی ذکری غلام اور وہی بیٹا ہے جس کا خدا کی طرف سے عطا کی گئی پیشگوئی مصلح موعود میں ذکر ہے۔“

الجواب:۔۔۔ ”جہاں تک موعود زکی غلام اور مصلح موعود کا تعلق ہے تو یہ وجود ملہم کے گھر میں اللہ تعالیٰ نے بطور جسمانی لڑکا پیدا ہی نہیں کیا تھا تو پھر مرزا بشیر الدین محمود احمد یا ملہم کا کوئی اور لڑکا موعود زکی غلام یا مصلح موعود کس طرح ہو سکتا ہے؟ اور اس کا قطعی ثبوت زکی غلام کے حوالہ سے ملہم پر نازل ہونیوالے ۱۳ مبشر الہامات ہیں۔ جہاں تک مرزا محمود احمد کے اسلام کے بطل جلیل ہونے کا تعلق ہے تو وہ اسلام کے بطل جلیل ہونے کی بجائے آنحضرت ﷺ کے فرمودہ کے مطابق قیامت تک ظاہر ہونیوالے تیس (۳۰) دجالوں میں سے اپنے وقت کے ایک عظیم دجال تھے۔ واضح رہے کہ اگر کوئی یہ ثابت کر دے کہ مثیل مبارک احمد (جو کہ الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے مصدق ہیں) ملہم کے گھر میں بطور جسمانی لڑکا پیدا ہوئے تھے تو میں اُسے نہ صرف منه ما نگا انعام دوں گا بلکہ اپنے دعویٰ پر نظر ثانی کیلئے بھی تیار ہوں۔ اگر مرزا محمود احمد اسلام کے بطل جلیل تھے اور وہ وہی زکی غلام تھے جس کا الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں وعدہ دیا گیا تھا تو پھر جماعت احمد یہ محمود اور آپ میدان میں اُتر کر اور اس حقیقت کا ثبوت فراہم کر کے خاکسار سے منه ما نگا انعام کیوں حاصل نہیں کرتے؟؟ اتقو اللہ۔ اتقو اللہ۔

(۵) **قولہ:**۔۔۔ ”یہ ہے وہ مقام محمود جس پر خدا کی پیار کی نظر پڑتی ہے اور حاسد کی حسد کی نظر، جس کی وجہ سے کبھی وہ حاسد اس مقام محمود پر خبر سےوار کرتا ہے تو کبھی لفظی جمل سے۔ یہ مقام محمود مسیح موعود کے ذکری غلام کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں：“

محمود عمر میری کٹ جائے کاش یونہی ہو روح میری سجدہ میں اور سامنے خدا ہو،

الجواب:- ”جو ٹے دعوے مصلح موعود کرنے والے مفتری علی اللہ اور پھر اس جرم کی عید میں شہرگ کٹوانے والے نام کے محمود تو ہو سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقام محمود پر فائز ہونے والے ہرگز نہیں ہو سکتے؟ حضرت مرزا غلام احمدؒ کے پیروکاروں (بنی اسرائیل) پر ظلم کرنے والا کوئی نفس پرست بھیڑ یانہ زکی غلام ہو سکتا ہے اور نہ ہی وہ مقام محمود پر فائز ہو سکتا ہے۔ باقی جن لوگوں کی روح اللہ تعالیٰ کے آگے سجدہ ریز ہوتی ہے وہ کبھی کذب بیانیاں نہیں کیا کرتے اور نہ ہی اُنکے قول فعل میں تصادہ ہوا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ ایسے لوگوں کو سمجھ دے اور پیشگوئی مصلح موعود کے حوالہ سے پلوں ثانی کے جل سے باہر نکلنے کا حوصلہ اور توفیق بھی دے آمین۔

(قولہ:-) ”جسے خدا اپنی تائید و نصرت کی فعلی شہادت کیسا تھا یہ کہے کہ عَسَى أَنْ يَعْشَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَحْمُودًا تو کسی ماں نے وہ بچپن نہیں جنا کہ وہ جسمانی خبر یا لفظی جل کے خبر سے اُسے اس مقام سے ہٹا سکے۔

”شمنوں کی کوششیں عبث ہیں اور حاسدوں کے منصوبے لا حاصل ہیں،“

الجواب:- ”اللہ تعالیٰ نے عَسَى أَنْ يَعْشَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَحْمُودًا کے الہامی الفاظ (سورۃ بنی اسرائیل آیت۔ ۸۰) اپنے پیارے بنی حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کو مخاطب کر کے فرمائے تھے اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ ہی ان الہامی الفاظ کے مخاطب اور مصدقہ ہیں۔ اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کو ہی مقام محمودیت پر فائز فرمایا گیا ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں پندرہ سو سال سے برابر دنیا کے کروڑوں مسلمان دن رات آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ پر درود اور سلامتی بھیجتے ہیں۔ یہ ہے وہ مقام محمودیت جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے اُمی نبی حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کو فائز کیا ہے۔ جو انسان جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کر کے اللہ تعالیٰ کی قہری تجلی کیسا تھا اپنی شہرگ کٹوابیٹھا ہو اور پھر وہ مدعا ساری زندگی اپنے مریدوں کی عزتیں لوٹا رہا ہو۔ ایسا شخص مقام محمود پر فائز ہونے کی بجائے اپنے وقت کا دجال ہی ہو سکتا ہے۔ آپ کو واضح رہے کہ محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمدؒ وہ عظیم الشان روحانی ماں ہیں جس کی دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں آپ کا وہ عظیم الشان روحانی فرزند موعود زکی غلام مسح الزماں بطور نشان رحمت آپ کی جماعت میں پیدا ہوا جس نے بلاعے دمشق کے بانی اور اُسکے جانشینوں کے جلوں اور فریبوں کے پر نچے اڑا دیئے ہیں۔ وہ عرصہ ۲۲ سال سے میدان میں کھڑے ہو کر مرزا محمود احمد اینڈ کمپنی کو لکار رہا ہے لیکن محمودی اُس سے اپنے منه چھپاتے پھر رہے ہیں۔ سبحان اللہ! کیا عظیم الشان ماں اور کیا عظیم الشان اُس کا روحانی فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر۔ مظہر الحقيقة والعلاء۔

کَانَ اللَّهُ نَرَّلَ مِنَ السَّمَاءِ۔

(قولہ:-) ”نوت: اس مضمون میں صرف ان لوگوں کے مخصوص اعتراض کا جواب دیا گیا ہے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے دوسرے امام کی گردان حملہ کے نتیجے میں ظاہری و جسمانی طور پر انکی رگ جان کٹی اور وہ اس طرح سورہ الحاقة کی آیت کا شکار بنے۔“

الجواب:- ”بلاشہ جماعت احمدیہ کے نام نہادا اور فریب کار دوسرے امام نے جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحاقة

کی آیت میں مفتری علی اللہ کیلئے جو سزا مقرر کر چھوڑی ہے۔ اس وعید کے مطابق اس مفتری کے اپنے حفاظتی بندوبست کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اُسکی شہرگ کاٹ کر اسے تاریخ مذہب میں ایک عبرت کا نشان بنادیا ہے۔

جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا نیکوں کی ہے یہ خصلت را ہدیٰ یہی ہے

(۸) قولہ: ”إن آيات (سورة الحاقة کی آیات ۳۵ تا ۳۸ ناقل) کا اصل معنو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والے کا سلسلہ کبھی پنپ نہیں سکتا اور خدا خود جھوٹ سلسلہ پر ایسی موت وارد کرتا ہے جیسے کسی کی رگ جان کاٹ دی جائے، ان معنوں کی رو سے بھی جماعت احمدیہ اور انگلی جماعت سچی ثابت ہوتی ہے جو کہ آج دنیا کے ۱۹۰ سے زائد ممالک میں پھیل چکی ہے اور دنیا بھر میں مسلمانوں کی ایک پر امن اور منظم جماعت کے طور پر مشہور ہے جو خدا کے پیغام کو پھیلانے اور اس پر ہونے والے ہر حملہ کے دفاع کیلئے ہر دم تیار رہتی ہے۔“

الجواب: ”سب سے پہلے تو جناب کو یہ یاد رہے کہ سورۃ الحاقة کی آیات میں مفتری علی اللہ یا جھوٹ ملہم من اللہ کی سزا کا ذکر ہے اور جماعت احمدیہ نے ۱۰ مارچ ۱۹۵۳ء کو ربوہ میں نماز عصر کے بعد مسجد مبارک میں ایک جھوٹ کی قطع و تین کا یہ عبرت ناک منظر دیکھا ہوا ہے۔ اور قطع و تین کے اس واقعہ نے اس حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی تھی کہ سورۃ الحاقة میں مذکورہ **الوقتین** سے متعلقہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹ ملہم من اللہ کی رگِ گردن کاٹنے کی سزا کا ہی ذکر فرمایا ہوا ہے۔

ثانیاً۔ جماعت احمدیہ یا سلسلہ عالیہ احمدیہ بشیر الدین محمود احمد کی بجائے امام مہدی و مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد کا سلسلہ ہے۔ ہاں حضرت خلیفہ اولؑ کی وفات کے موقعہ پر بشیر الدین محمود احمد نے مکرا و فریب کیسا تھا احمدی خلافت راشدہ کی صفت پیٹ کر امام مہدی و مسیح موعود کے اس سلسلہ پر قبضہ کیا تھا۔ اور پھر آج تک حضرت امام مہدی و مسیح موعود کا یہ سلسلہ بلاۓ دمشق کے قبضہ میں چلا آرہا ہے۔ جماعت احمدیہ کا ۱۹۰ ممالک میں پھیلنا بھی افراد جماعت احمدیہ کی اجتماعی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ بلاۓ دمشق نے تو صرف چندوں اور نذرانوں کے نام پر غریب احمدیوں کا خون نچوڑا ہے۔ وہیں۔

ثالثاً۔ جہاں تک خدا کے پیغام کو پھیلانے اور ہر حملہ کے دفاع کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں آپ کو واضح رہے کہ بلاۓ دمشق کے جو نمائندے اور مولوی محمدی مریم کے روحاں فرزند دلبند گرامی ارجمند موعود زکی غلام مسیح الزماں کے آگے بھاگتے پھر رہے ہوں تو انہوں نے دنیا میں خدا کا پیغام کیا پھیلانا ہے اور کسی کے حملے کا دفاع کیا کرنا ہے؟ آپ کو واضح رہے کہ وَاتَّقُوا اللَّهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَاب۔

حاصل کلام: ”احمدی بھائیوں اور دیگر قارئین کرام:۔ واضح رہے کہ جناب مقبول احمد صاحب کا یہ دعویٰ ”کہ رگِ جان (الوقتین) گردن میں نہیں ہوتی“، خاکسار نے بذریعہ دلائل قطعی طور پر نہ صرف غلط بلکہ ایک سفید جھوٹ بھی ثابت کر دیا ہے۔

ثانیاً۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحاقة کی آیات ۳۵ تا ۳۸ میں مفتری علی اللہ کیلئے قطع و تین کی جو عبرت ناک سزا مقرر فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۵۳ء کو اپنی اسی وعید کے مطابق جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد کے جھوٹ الہامی دعویٰ کی سزا کے طور پر اُسکی شہرگ

یعنی الوتین کو کاٹ کر اُسے عبرت کا نشان بنادیا تھا۔ ایک مقبول احمد کیا قیامت تک کوئی محمودی بھی اس عبرت ناک نشان اور واقعہ کو جھٹلانیں سکتا؟؟

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو! ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن
غیر کیا جانے کہ غیرت اُس کی کیا دکھلائے گی خود بتائے گا اُنہیں وہ یار بتلانے کے دن
دن چڑھا ہے دشمنان دیں کا ہم پر رات ہے اے مرے سورج دکھا اس دیں کے چکانے کے دن
اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا اب یقین سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکاریں گے مجھے اب تو تھوڑے رہ گئے دجال کھلانے کے دن

خاکسار

عبدالغفار جنبہ۔ کیل، جمنی

موعودز کی غلام مسح الزماں۔ موعود مجدد صدی پائزدہم

مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۵۷ء



امام جماعت احمدیہ پر رگ جان کٹنے کے باطل الزام کی ثبوت سے تردید:

تاریخ بمیں بتاتی ہے کہ خدا، رسول، اولیا اللہ اور کوئی بھی ایسی شخصیت نہیں جس پر اعتراض نہ کیا گیا ہو۔ اعتراضات کے جوابات بھی مختلف پیرائے میں دئے جاتے رہے ہیں کچھ جوابات ایسے ہوتے ہیں جو اعتراض کی بنیاد ہی ختم کر دیتے ہیں مثلاً اگر کوئی کہے کہ قرآن کی فلاں آیت کے مطابق جسم کے فلاں مخصوص حصہ پر وار ہونے کی وجہ سے اگر کسی کی موت واقع ہو جائے تو وہ جھوٹا ثابت ہوتا ہے اور اس بات پر مصر ہو کہ فلاں شخص کے ساتھ ایسا ہی ہوا ہے کہ اس کے فلاں حصہ پر وار ہوا اور اس سے اسکی موت واقع ہو گئی ہے تو یہ دیکھنا پڑے گا کہ واقعی ایسا ہوا تھا یا نہیں۔ اگر اس شخص کی گردن پر وار ہوا اور حصہ گردن میں تھا ہی نہیں بلکہ کسی اور جگہ تھا اور وہ حصہ اس وار سے محفوظ رہا تو اعتراض کی بنیاد ہی ختم ہو جاتی ہے اس صورتحال میں اگر اعتراض کرنیوالا بہت دھرمی سے کام نہ لے تو وہ اپنا اعتراض واپس لے لیگا اور فضول توجیہات میں پڑ کر اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع نہیں کریگا۔ اس چھوٹی سی تمہید کے بعد آئیں ایک مخصوص صورتحال کا جائزہ لیتے ہیں

قرآن میں خدا پر جھوٹ باندھنے والے کا انجام:

قرآن کریم کی سورۃ الحاقہ کی آیات 45 تا 47 میں جو ذکر ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی خدا پر جھوٹ باندھے کہ خدا نے اسے کچھ کہا ہے اور خدا نے ایسا نہ کہا ہو تو خدا اس کی رگ جان کو کاٹ دیتا ہے۔

سورۃ الحاقہ کی آیات 45 تا 47 بمعہ ترجمہ یہ ہیں:

وَلَوْ نَقَولَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَوْلِ

،And if he had fabricated against Us some of the sayings
لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ

،We would certainly have seized him by the right hand
لَمْ لَفَظْنَا مِنْهُ الْوَتَنِ

.Then We would certainly have cut off his aorta

کچھ لوگ ان آیات کو جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ و مصلح موعود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد پر چسپاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اسکی تفصیل کچھ یوں بیان کرتے ہیں کہ نعمہ بالله آپ نے خدا پر جھوٹ باندھا جس کے نتیجے میں آپ اس خدائی حکم کی زد میں آئے اور آپ کی گردن پر ہونے والے وار سے اس آیت میں بیان کردہ رگ کے کٹنے سے آپ فوت ہوئے جب معترض بار بار اس ظاہری اور پر اصرار کرے اور کہے کہ جسم کے اس حصے پر وار ہوا ہے جہاں یہ خون کی نالی موجود تھی اور اس کے کٹنے سے موت واقع ہوئی تو پھر اس کا جواب بھی اسی حوالہ سے دیا جاسکتا ہے

تین سوالات

مندرجہ ذیل تین سوالات کے جوابات سے یہ مسئلہ بآسانی حل کیا جاسکتا ہے

- 1- مذکورہ قرآنی آیت میں انسانی جسم کی کس شریان کا ذکر ہے؟
- 2- قرآن کی مذکورہ آیت میں بیان کردہ شریان جسم میں کہاں واقع ہے؟
- 3- کیا جسم کے اس حصے پر حملہ ہوا جہاں وہ شریان تھی؟

1- مذکورہ قرآنی آیت میں انسانی جسم کی کس شریان کا ذکر ہے؟

آیت قرآنی: **أَيُّهُمْ لَقْطَعْنَا مِنْهُ الْوَتَيْنَ**
پھر ہم یقیناً اُس کی رگ جان کاٹ ڈالتے۔

Quran:69:47

سورہ الحلقہ آیت 47

عربی لغات سے مذکورہ شریان (وتین) کا تعین :

زیر بحث قرآنی آیت میں لفظ "الوتنین" استعمال ہوا ہے
 اب اس عربی لفظ کی تشریح عربی لغات میں دیکھتے ہیں:
 المنجد عربی کی ایک معیاری اور مشہور زمانہ لغت ہے، اس میں الوتنین کی تعریف یوں کی گئی ہے:
 "عرق فی القلب يجري منه الدُّمُ إلَى العروق كُلُّها"
 "دل میں وہ شریان جس سے تمام شریانوں کو خون جاتا ہے"
 قرآن کی ایک اور معیاری لغت Dictionary and Glossary of Quran by John Penrice میں وتنین کو اس طرح بیان کیا گیا ہے

Aorta or وتنین the large artery which rises from upper part of the heart

اردو عربی لغت مختار الصحیح صفحہ 950 میں لکھا ہے:
 "الوتنین: دل کے اندر ایک رگ، رگ جان، اگر یہ کٹ جائے تو انسان کی موت واقع ہوتی ہے"
 عربی اردو لغت المنجد میں لکھا ہے:
 "الوتنین: دل کی رگ جس سے تمام رگوں میں خون جاتا ہے"
 قاموس الفاظ القرآن میں لکھا ہے
 "الوتنین: رگ دل جو دل کے اوپر والے حصے سے اوپر ہوتی ہے کہتے ہیں کہ وہ انسانی ذندگی کی بقا اسی رگ پر ہے"

Arabic English dictionary by Hava, J.G

میں یہ لکھا ہے:
 "Aorta, artery of the heart: وتنین"

"Vocabulary of Holy Quran" by A. A Nadvi

میں لکھا ہے
الوَتَنِينَ
the main artery of the heart which rises from the upper part of it. It is said that:
life depends on the existence of this artery
"

اگر آپ [Translate.google.com](#) میں انگریزی خانے میں aorta لکھیں اور اسکا عربی ترجمہ دیکھیں تو اس میں آپ کو "الوَتَنِينَ" ملے گا

عربی میں Aorta کے الوَتَنِينَ کے علاوہ اور بھی نام بیں اور Aorta پر عربی کے اس مضمون کی یہ سطر ان سب ناموں کو بخوبی بیان کرتی ہے:

"الشريان الأبهر أو الأورطي ويسمى أدبياً الوَتَنِينَ"

[أبهر \(شريان\)](https://ar.m.wikipedia.org/wiki/أبهر_(شريان))

بعنی کے نام بیں: الشريان الأبهر، الأورطي، الوَتَنِينَ

2- قرآن کی مذکورہ آیت میں بیان کردہ شریان جسم میں کہاں واقع ہے؟

اب جبکہ قرآن میں مذکور اس شریان کا لغت کے لحاظ سے تعین ہو گیا تو آئیں علم الابدان کی مدد سے اس شریان کا جسم میں تعین کرتے ہیں

کے بارے میں اس عبارت سے کچھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے
Aorta:
Aorta:

The largest artery in the body, the aorta arises from the left ventricle of the heart, goes up (ascends) a little ways, bends over (arches), then goes down (descends) through the chest and through the abdomen to where ends by dividing into two arteries called the common iliac arteries "that go to the legs

<http://www.medicinenet.com/script/main/mobileart.asp?articlekey=2295>

یہاں یہ بالکل ذکر نہیں کہ Aorta یا الوَتَنِينَ یا neck یا گردن میں ہوتی ہے
طب کا ایک ادنی طالب ہونے کے ناطے Aorta یا الوَتَنِينَ کے بارے میں سادہ لفظوں میں کچھ عرض کرنا مناسب
سمجھتا ہوں

Aorta یا الوَتَنِينَ جسم کی سب سے بڑی شریان ہے جو دل سے نکل کر سینہ سے ہوتی ہوئی پیٹ کے نچلے حصہ میں ختم ہوتی ہے اور پورے جسم کو آکسیجن سے بھر پور خون مہیا کرتی ہے یہ گردن میں موجود نہیں ہوتی

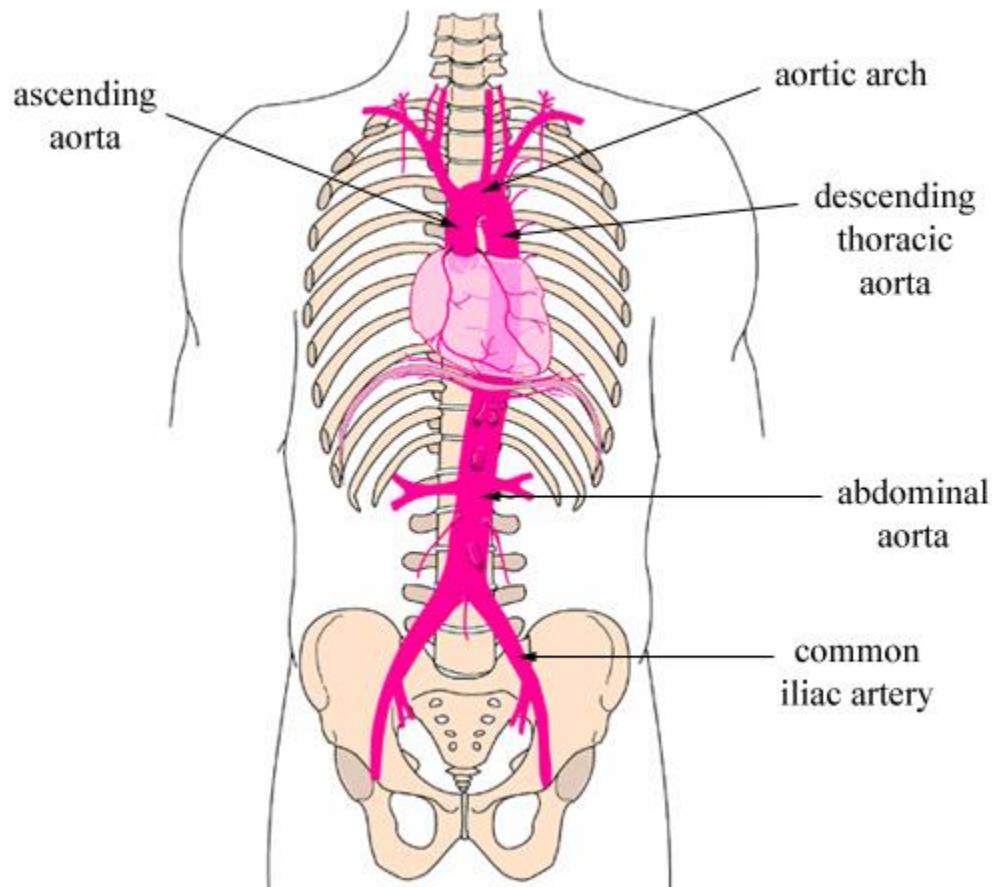
نظام قدرت نے دل ، اس سے نکلنے والی اہم اور سب سے بڑی شریان الوتین اور پھیپھڑوں جیسے اہم اعضا کو سینہ میں نہایت محفوظ پنجرہ میں رکھا ہے، یہ پنجرہ سینہ کے سامنے ایک عمودی سخت بڈی (sternum) اور اس سے جڑی پسلیوں سے بنتا ہے یہ پسلیاں پچھلی جانب ریڑھ کی بڈی سے جڑی ہوتی ہیں ان پسلیوں کے درمیان پٹھے ہوتے ہیں جو حفاظت میں مزید اضافہ کرتے ہیں ، انگریزی میں لفظ stern کسی چیز کی سختی یا مظبوطی بیان کرنے کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے اور ایک نہایت مظبوط بڈی ہوتی ہے

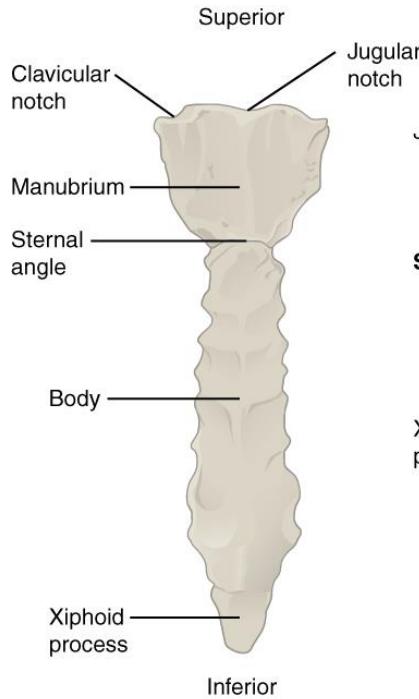
Aorta (لوتین) دل سے نکلنے کے بعد ذرا سا اوپر کی جانب جاتا ہے اور پھر وہاں سے کروی انداز میں مژکر سینہ میں سیدھا نیچے کی جانب جاتا ہے اس دوران یہ ذیادہ سے ذیادہ سینہ کے تیسرا مہرے سے اوپر نہیں جاتا

گردن میں سات مہرے ہوتے ہیں اور انہیں cervical vertebrae کہا جاتا ہے اور گردن کے آخری یعنی ساتویں مہرے کے بعد سینے کے مہرے شروع ہوتے ہیں جو تعداد میں بارہ ہوتے ہیں اور انہیں Thoracic vertebrae کہا جاتا ہے

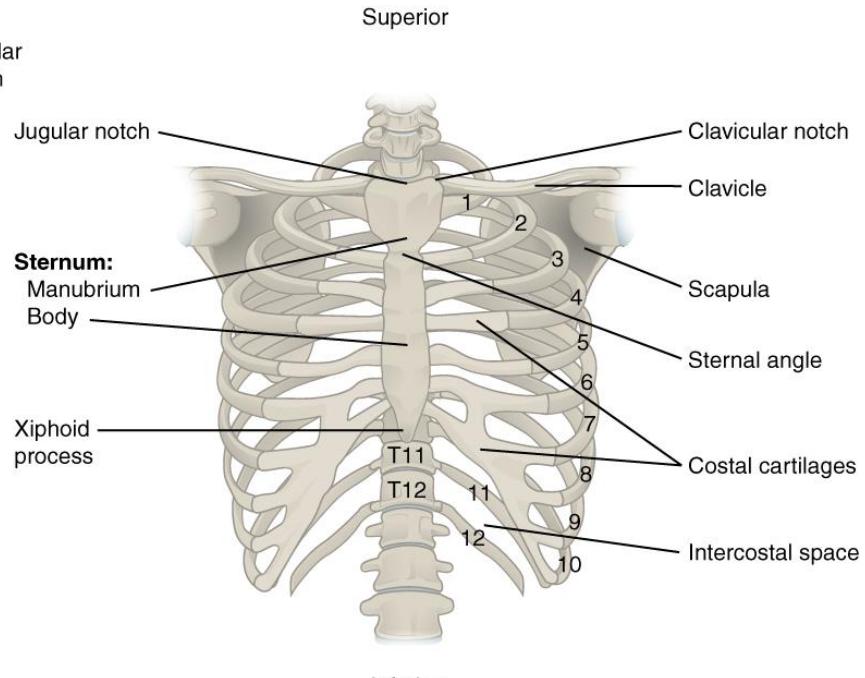
عموماً گردن سے بہت نیچے سینے کے تیسرا مہرے (T3) کے لیوں پر یا اس لیوں سے نیچے واقع ہوتا ہے

یہ تصاویر Aorta اور اس سے متعلق بیان کی گئی باتوں کا منہ بولنا ثبوت ہیں، دیکھیں خالق کائنات نے ذندگی کے اہم اعضا کی حفاظت کا کیسا اعلیٰ انتظام کیا ہے، لیکن یہی خالق کہتا ہے کہ اگر میں تہس نہ سکتا تو محفوظ ترین چیز بھی میرے باتھے سے نہیں بچ سکتی





(a) Anterior view of sternum



(b) Anterior view of skeleton of thorax

Source: commons.wikimedia.org

اگر کسی شخص کا علم طب سے تعلق نہ بھی بو تو بھی وہ آسانی سے اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ اوپر بیان شدہ حفاظتی حصار میں دل اور اس سے نکلنے والی بڑی شریان Aorta کو باہر سے چاقو/خنجر کے وار سے متاثر کرنا آسان نہیں اور اگر خنجر یا چاقو کی شدت اتنی ہو کہ وہ دل کی اس بڑی شریان تک پہنچ کر اس کو کاٹ دے تو بچنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ یہ سب باتیں نہ صرف ایک عام عقل رکھنے والا بآسانی سمجھ سکتا ہے بلکہ طب کے طالب علم اور مابرین اس سے انکار نہیں کرسکتے، اگر اس بارے میں کسی کو کوئی شک ہو تو وہ اس معلومات کے دور میں انٹرنیٹ پر موجود معیاری معلومات سے تصدیق کر سکتا ہے۔

3-کیا جسم کے اس حصے پر حملہ ہوا جہاں وہ شریان (الوتین) تھی؟

آئین اس سوال کا جواب اس شخص یعنی جماعت احمدیہ کے دوسرے امام کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں جس پر وار کیا گیا۔

امام جماعت احمدیہ نے اپنے پر حملہ سے کچھ دیر بعد اپنے ہاتھ سے درج ذیل برقی پیغام جماعت احمدیہ کے لیے تحریر فرمایا۔

۲۳۶

حضرت مصلح موعودؑ کا ایمان افروز پیغام
 جماعت احمدیہ کے اولو العزیزم امام حضرت مصلح موعودؑ نے
 قاتلانہ حملہ کے بعد سب سے پہلا کام یہ کیا کہ امام پارچ کی
 رات کو جماعت احمدیہ کے نام اپنے نعمت مبارک سے حسب ذیل برلنی پیغام بنیان انگریزی تحریر فریبا جو خبر "مصلح"
 کلچی کی ۱۲ ار مارچ ۱۹۵۷ء کی اشاعت میں شائع ہوا۔

'Almuslih Karachi'

"Brethren you have heard about the attack made upon me by an ignorant enemy. May God open these peoples' eyes and make them understand their duty towards Islam and Holy Prophet. My brethren pray to God that if my hour has come Allah may give my soul peace and bestow His blessings. Also pray that God through His bounty may give you a leader better suited to the job than I was. I have loved you always better than my wives and children and was always ready to sacrifice every one near and dear to me to the cause of Islam and Ahmadiyyat. I expect from you and your coming generations also to be so for all times God be with you.

Wassalam
Mirza Mahmud Ahmad

حضرت مصلح موعود کاظمی کے بعد قرآن فرمودہ انگریزی پیغام

Mawlana Rizvi

Brotheren you have heard
about the attack made
upon me by an ignorant
enemy stop may God open these
helpless eyes & make them
understand their duty towards
Islam & holy prophet stop
My Brothers pray to God
that it may soon be com-

Alah
the may give my soul
& ~~the~~ bestow His blessing
not also pray that
God through His bounty
may give you a leader better
suited to the job than I
was when I have known
you always a better than
my wives & children & was
always ready to sacrifice

every ^{one} ^{to me} heard deal ^{to me} to the cause
of Islam & Ahmadiyat
~~stop~~
I expect from you
+ your coming generation,
^{also} to be ~~so~~ for all ~~the~~ times
God be with you
Wassalam
Muhammad Ahmad

1035 - - - - .

پھر کچھ مہاں بعد اسی سال جماعت احمدیہ کے مرکزی جلسہ سالانہ پر جماعت احمدیہ کے اسی دوسرے امام نے اپنے خطاب میں اس حملہ کی مکمل تفصیلات بیان فرمائیں
ملاحظہ فرمائیں:

۲۶۳

حضرت مصلح موعود کا حقیقت افزوں بیان | حضرت خلیفۃ المسیح اثنانی مصلح الموعود نے سالانہ جلسہ ۱۹۵۷ء پر اس حادثہ علیٰ کی تفصیل پر بڑی شرح داد

بسط سے روشنی ڈالی تھی جو حضور ہی کے مبارک الفاظ میں درج ذیل ہے فرمایا ہے

"ما پین ر ۱۹۵۷ء کی دس تاریخ کا واقعہ ہے کہ میری نماز پڑھنے کے لئے گیا نماز پڑھنے کے

جس وقت میں باہر نکلنے لگا اور دروازہ کے پاس پہنچا۔ یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ میرا ایک پر بارا گیا تھا۔ یا نہیں آیا تھا۔ مگر یہ حال میں دروازہ کی دلپیز کے پاس کھڑا تھا کہ پیچے سے کسی شخص نے جو پر جلد کیا۔ وہ مدد اس شدت سے تھا اور اس اچانک تھا۔ اور پھر یہ نکد وہ حملہ مر کے پاس کیا گیا تھا۔ یک دم میرے حواس پر اس کا اثر پڑا۔ اور مجھے یہ نہیں حسوس ہوا کہ کیا ہوا ہے۔ مجھے یہ علوم ہوا کہ جیسے کرتی بڑا تھا پر دیوار اگلی ہے اور اس پتھر پر دیوار کی وجہ سے میرے حواس مثل سے ہو گئے ہیں۔ اس وقت میں اپنے ذہن میں یہ نہیں سمجھتا تھا کہ زور آگیلے یا کیا ہوا ہے۔ لب بھے ہے کہاں تھی۔ کہ کوئی بڑی سل میری اگدن پر آکے پڑی ہے لیکن ایک جس شوری ہوتی ہے۔ اور یہ فیر شوری ہوتی ہے۔ فیر شوری جس کے تھات میں نے اس مجھ پر پانچا ہاتھ رکھ دیا۔ جس جگہ پر جو ٹھنڈی ہے۔ پھر مجھے اتنا یاد ہے کہ مجھے یہ دھنڈ کا سامنہ ہوا۔ کہ میں گرفتار ہوں۔ اور مجھ کوئی شخص سہارا دے رہا ہے۔ چنانچہ جو پروار تھا۔ اس نے مجھے گستہ ہوئے دیکھ کر کہ یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کو پتہ لگایا تھا کہ کسی نے حملہ کیا ہے۔ اس کو مجھ نہیں پڑتا۔ یہ حال اس نے دیکھ کر کہ یہ گرہ ہے میں۔ وہ میرے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اور اس نے پانی سینہ لگا کے ہاتھ سے مجھے سنبھال لیا۔ اس وقت مجھے یہ یاد ہے کہ مجھے یہون علوم ہوا جیسے اس کے کافی کوئی رخص ہے۔ اور میں یہ سمجھتا کہ شاید یہی پتھر پا سل جو گری ہے وہ اس کو جھیلی ہے۔ ادا اس کی وجہ سے اسے یہاں زخم آیا ہے۔ اس اثر کے بعد اس نے مجھے سہارا دیکھا۔ اس کو جھنپخا پا بیس دھکتے ہیں باہر گلیا۔ یہ حال مجھے یہ علوم ہوتا تھا کہ جو پتھر گز لے ہے اس کے دھکتے کی رو میں یہیں نکل کے باہر گلیا ہوں۔ سمجھ گئے آگے جو دو قسمیں میرے طھیاں بنی ہوتی ہیں۔ ان کے اوپر دھکے کے ندو میں یا اس کے کھنچ سے (شاید اس نے مجھے کچانچا چاہا) میرا ایک پریور دوسرے کے پرے چلا گی۔ اور ایک اوپر گھر گیا۔ وہ حالت ایسی تھی کہ اگر اس وقت وہ شخص دوبارہ حملہ کرتا۔ تو میں وہاں سے اس بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ اس دھکے میں ایک دیوار میری لائون کے دریان تھی اور ایک نلگ کبجے اتری ہوتی تھی۔ اور ایک نلگ سریل یعنی اس کے اوپر تھی۔ خیرات میں کچھ لوگ اندر سے باہر نکل آئے اور انہوں نے کچھ کچھ کچھ باہر کیا۔ مگر میچ ابھی تک اسی احساس کے نیچے تھا کہ شاید کوئی پتھر گز لے ہے۔ یادیو اگر یہے باختہ نہیں کیا ہوا ہے۔ مگر یہ مجھے کرس ہوتا تھا۔ کہ ہاتھ میں نے چڑ کی جگہ پر رکھا ہوا ہے۔ یہ مجھے نہیں پڑتا۔ گلتا تھا کہ میں نے ہاتھ کیوں رکھا ہوا ہے اتنے میں اندر سے درسے دروازہ میں سے کچھ فازی نکل کر باہر آگئے۔ اور وہ میرے سامنے کھڑے ہو گئے۔ ابھی تک کوئی چیز مجھے پوری نظر نہیں آتی تھی۔ ان کے چھرے بھی دھند کے سے نظر آ رہے تھے۔ یہ حال

مولوی البارطاء صاحب مجھے نظر آئے تو میں نے کہا مردی صاحب تھا کیا؟ سینے میں بھی یہ سمجھی تھیں کہ صاحب مجھے چلنا ہوا ہے بلکہ یہ سمجھتے تھے کہ وہ تھا کہ پھر اگر ہے یا معلوم نہیں کیا ہاتھ رہا ہے اور یہی یہ پوچھ رہا ہوں کہ کیا ہوا ہے یہ دلار انفالتا لگتا ہے یہ یا زرداریا ہے یا کیا ہوا ہے۔ اس پر انہوں نے اور بعض دروسے ساتھیوں نے کہا کہ اپنے پر کسی شخص نے چل دیا ہے میں نے کہا اچھا مجھے پر چل دیا گیا ہے اور وقت مجھے ایسا ہو کہ شاید میں نے اپنا ہاتھ زغم پر کھٹکا ہوا ہے چنانچہ میں نے جب ہاتھ دیکھا تو سارا ہاتھ تو چون سے بھرا ہوا تھا۔ اتفاقاً کسی کو مگر میں خیال آیا افسوس نے لاہور میں یہی سے لاکے مزانا صاحد کو فون کر دیا کہ اس طرح حملہ ہوا ہے۔ مزانا صاحد نے مرا منظر حکم کو دیا جو سیر دادا بھی ہے اور تھیجا بھی ہے۔ انہوں نے اپنے طور پر دہم نے تو نہیں کہا تھا اور نہ سہیں خیال تھا، لیکن ڈاکٹر کو کہا کہ تم وہاں چلواں پل کر دیکھو۔ ڈاکٹر امیر الدین صاحب جولاہو کے سرجن ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ دیکھ لیں کام کے پر نیز سلطی کے لئے تھانات ہو رہے ہیں اور کل میں نے لاکوں کا تھانیا لیا ہے۔ اس لئے میں نہیں جا سکتا۔ پھر انہوں نے ڈاکٹر ریاض قدری صاحب سے کہا اور وہ ان کو لے کر آگئے۔ ان کے ساتھ بعض دروسے ڈاکٹر عجی آگئے شلانا ڈاکٹر سعید صاحب پہنچ گئے۔ ڈاکٹر محمد اختر صاحب جزا فاضی فیصلی میں سے ہیں۔ (سعید احمد صاحب بھی قاضی فیصلی میں سے ہی ہیں) وہ بھی پہنچ گئے۔ یہی سپتال میں کوفارم دیتے پہاڑی قبریں ڈاکٹر عقب صاحب غالباً ان سے پہلے آپنے تھے اور وہ گرمی گئے تھے۔ شیخ بیشرا حمد صاحب ڈاکٹر صاحب اور چہرہ دی اسدا شفاف صاحب لاہور سے آرہے تھے۔ گھر اہٹ میں انہوں نے شاید تو زیریں چلا دیا۔ تو موڑ گر گیا۔ جس کی وجہ سے یہ سامنے زخمی ہوئے اور نظریاً ہر ایک کی ٹھیوں کو ضرب پہنچ کر کی کہنی کی ٹھیوں تو ٹھیوں اور کسی کی یہی ٹھیوں کی ٹھیوں کوٹھ گئی۔ بہر حال ڈاکٹروں نے زخم کو دیکھا اور انہوں نے کہا کہ ہمارے نزدیک اس کا پھر اپرشن کرنے پڑے گا میں نے کہا مجھے اتنی کوئت ہو چکی ہے۔ اور اب رات کے ایک بجے کا وقت تریب آگیا ہے۔ اگر اپنے سمجھ کے انتظار کر سکیں تو کیا حرم ہے۔ وہ گھنے کا پچھا مشورہ کر کے بتاتے ہیں تھوڑی دیر کے بعد ڈاکٹر سعید صاحب یہی سے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر بیمن قدری صاحب کہتے ہیں کہ گرون پر دم ہے جس سے مطمئن ہوتا ہے کہ اندر چون چاری ہے اور کوئی رگ پھٹی ہوئی ہے۔ اس لئے صبح نیک انتظار کرنا خطا لکھے گا۔ اگر اور انتظار کیا گیا تو چون میں نہیں بیدا ہو جائے گا۔ اور انہیں اصرار ہے کہ اپرشن ابھی ہونا چاہیے چاہے رات کے وقت تخلیف بھی ہو گی۔ لیکن اپرشن ضرور کرنے پڑے گا پچانچھ میں، اس پر راضی ہو گیا کہنے لیے ہوش کیا جائے۔ میں نے کہا مجھے بے ہوش مذکور ہیں۔ یونہی اپرشن کو خدا تعالیٰ توفیق دے گا۔ اور میں اس کو

برداشت کروں گا چنانچہ ڈکٹر یاض قدر صاحب آئے اور خواب آمد سیکر گھادیا۔ پھر ایک گھنٹہ باہ منٹ تک انہوں نے اپنیں کیا۔ صفائی کی اور حون کے لئے تھوڑے لکائے۔ انہوں نے بعد میں تباہ کر جملے سے ایک بڑا حصہ کٹ گیا ہے۔ وودر میانی سائز کی حون کی ریگیں کٹ گئیں میں اور سعاد پیچے گھر اور سواد پیچے حصہ عضلات کا کٹ گیا ہے۔ بہ جال کرنی ایک گھنٹہ باہ منٹ کام کرنے کے بعد وہ فارغ ہوتے اور بچھ چلے گئے۔ دوسرے دن گردن وغیرہ کی درد کی تخلیف رہی اور چکر بینیں گردن کو ہلاہیں سکتا تھا۔ اس نے ایک نیکہ ایسا بارہا گیا۔ جس کے پیچے میں شکاف کر دیا گیا تاکہ فرم کی جگہ تکیہ پڑنے۔ بہ جال آج کل خفافان صحت کے جو قوانین مقرر ہیں۔ ان کے لحاظ سے ایک حوصلہ مقرر کے اندازہ تعالیٰ نے اکام دے دیا۔ پھر آلام تو کوئی بائیں تیس دن بیس آیا۔ لیکن زخم کے ناتک شاید مٹھیں یاد میں دن کھول دیتے گئے۔ حون کے تسلی بھی دوستوں نے تباہ کر جہاں تک آپ آئے ہیں۔ دیاں تماہیں گپ پر میںے حون کے چھپنے ہوتے ہیں۔ اسی طرح اچھے نامے چھپنے ہوتے تھے۔

وہ بس جس پر حون لگا ہوا ہے ہم نے اب تک رکھا ہوا ہے وہ بھی خدا تعالیٰ کے نشانوں کی سرت کا ایک ثبوت ہے جو حکمت کی طرف سے ان دنوں بڑی ہمدردی کا انہمار ہے۔ خود گورنر صاحب کی طرف سے بھی ہمدردی کی گئی۔ وزیر اعظم صاحب کی طرف سے ایک دفعہ دوسرے نے اور پھر انہوں نے خود بھی فوں کر کے بات کی۔ اسی طرح کشز صاحب بھی آئے۔ ڈی. آئی. جی بھی آئے۔ ڈی پی کشز بھی آئے۔ پسندیدہ پرسیں بھی آئے لیکن حکومت ہلیٹ کی مصلحت یعنی مسلم ہوتی تھی۔ کہ اس مطلع کو رفع و فتح کر دیا جائے۔ چنانچہ ایک موئع پر ایک بالا افسر نے اس خیال کا انہمار بھی کیا ایسے مقامات میں پرنسپل کی طرف سے ہموً عدالت میں کپڑے بھی پیش کئے جاتے ہیں۔ وہ بھی ایک شہادت ہوتے ہیں۔ کہ دیکھر یہ حون سے تھوڑے ہوتے ہیں۔ اور ان سے پتگ جاتی ہے کہ فرم کس درجہ تھا۔ بگرم پر پیس نے پچھلے خود کپڑے ناگے لیکن جب پیشی کا وقت آیا تو بوجو ان کو کہلا کے مجھے کہ کپڑے منگالیں۔ انہوں نے نہیں منگالے دیکھا ہوں نے اب یہ خیال ظاہر کیا ہے۔ کہ کپڑے اس وقت پیش ہوتے ہیں۔ جب ان کا نام سے زخم گئے۔ میں ترقاؤں دان نہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ اگر یہ ہے تو پہلے ان کا آدمی کپڑے مانگنے کیوں

آیا تھا اس طرح وہ چادر جس میں کہا جاتا ہے کہ مذم ماقوچ پاک بیٹھا تھا وہ بھی پولیس نے پیش نہیں کی۔ یہ
تافون ہے دشایہ بعض روگ نہیں جانتے ہوں گے) کا ایسے فوجداری مقدمات میں گورنمنٹ میں ہوتی
ہے خود مذوب کا کوئی حق نہیں ہوا کرتا کہ وہ بیچ میں بولے یا بولا سکے۔ بہر حال وہ چادر بھی نہیں
پیش کی گئی جس کی وجہ سے محیر ہی نے احمدی گواہوں پر شہر کا انہمار کیا اور لحاظ کا کوئی چادر تھی
تو وہ پیش کیوں نہیں کی گئی۔ حالانکہ چادر پیش کرنے کا ناپابولیس کا کام تھا۔ ہمارے اختیار میں یہ بات
نہ تھی۔ اس دو ران میں ڈاکٹر کی دفعہ آتے رہے۔ انہی دنوں اس محلہ کے اس کے نیچے یہ بھی ہوا کہ مجھے
عارضی طور پر زیبیس کی شکایت ہو گئی۔ ڈاکٹر پیشاب میث کرنے رہتے تھے تاکہ کوئی خرابی پر تو پہنچ جائے، ایک ان پیشاب
میث کرنا تو معلوم ہوا کہ اسکے اندر شکر آتی ہے تاکہ کوئی اگر انہوں نے کہا۔ بھی آٹھوں رن تک آپ رنجیریں لے گئے تو یہ تکلیف زخم کی وجہ
سے ہوتی ہے اور ایسا ہو جاتا ہے۔ تو آٹھ دس دن کے بعد سب جائے گی۔ اور اگر زخم کی وجہ سے نہ
ہوتی تو تم علاج کا انکر کریں گے۔ اتنی درستک ملاح کے قدر کی ضرورت نہیں۔ چانچہ دس بار دن
کے بعد یہ تکلیف خدا تعالیٰ کے فضل سے ہٹ گئی اور پہنچ لگ گیا کہ یہ صرف زخم کی شدت کی وجہ سے
تھی۔ خود اصل بیماری نہیں تھی۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے کہا کہ یہ زخم کی تخلیق آپ کو چھینیے
تک پڑے گی۔ پہلے تین ہفتے میں تو آپ کو زخم کا آرام معلوم ہونا شروع ہوا۔ لیکن تین ہفتے کے
بعد یہ تکلیف بڑھنی شروع ہو جائے گی۔ اور وہ نرو (Nerve) جو کٹ گیا ہے وہ اندر
کسی جگہ پرانی جگہ بنائے گا۔ اور کسی دوسرے نرے سے جتنے کی کوشش کرے گا۔ جب وہ اس
طرف کو چلے گا۔ تو اس سے آپ کو گمراہت ہو گی! اور یہ معلوم ہو گا کہ اندر کوئی چیز حرکت کرتی ہے
غرض مجھے انہوں نے پہلے سے کہہ دیا تھا۔ مگر اتفاق کی بات ہے۔ بعض دفعہ شویں مقتد ہوتی ہے تو یہ
چھ ہفتے تک جوانہوں نے دفعہ تباہا تھا۔ اس میں مجھے کوئی خاص تخلیق نہیں ہوتی۔ صرف چھوٹی چھوٹی
حرکت ہوتی تھی۔ لیکن چھٹے ماہ کے آخریں اس تدرشیدی تکلیف ہوتی کہ بعض دفعہ معلوم ہوتا تھا کہ
کوئی میٹک اندر کوہ رہا ہے اور چھلانگیں مارتا رہا ہے۔ اور باوجود جانتے کے گھراہٹ
پہلے ہوئی چاہیئے تھی۔ اور اب تک آدم آ جانا چاہیئے تھا۔ مگر مکن ہے بڑی عمر کی وجہ سے انہاں کا
وقت پچھے ہو گیا ہو۔ اس نے ایک ماہ تک انتظار کیں۔ اگر طبعی عارضہ ہوا تو یہ تکلیف بہت جگہ

گی۔ ورنہ پھر غرر کیا جائے تاکہ اس نئی تخلیف کا نیا سبب کیا ہے پھر لا ہو رکر سجن کو دکھایا گیا۔ اور وہاں کے مذاکر نے بھی پہلی ہی راتے خلا ہر کی۔ بہر حال دوستینے یہ تخلیف جاری رہی۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے دب گئی۔ اب مجھے سرکے اس حصہ میں نسبتاً حسن بھی محسوس ہوتی ہے۔ اور گردن کو ٹیرنا کرنے سے جو پہلے یکدم جھککر سامنہ رکھا ہوا تھا۔ اور ایسا حلم ہوتا تھا جیسے کسی نے سرمن میخواڑا رہے۔ وہ حالت بھی جاتی رہی ہے اور وہ جواند کوئی چیز زور سے حرکت کرنے مسلم ہوتی تھی۔ جیسے کوئی جانور کو درہا ہے یا نیپوں رہا ہے وہ بھی جاتی رہی ہے۔ بہر حال اب ایسی حالت ہے کہ اکثر اوقات میں سمجھتا ہوں کہ مجھے کوئی بیماری نہیں ہے۔ لگو کوئی کوئی وقت ایسا بھی آجتا ہے۔ جب مجھے احساس ہوتا ہے کہ شاید کوئی بیماری ہو۔

بہر حال یہ اشتعلی کا فضل ہے کہ ایک بلا آئی بڑی شکل میں آئی۔ بہت بُری شکل میں آئی اور پھر جلی گئی۔ جمل میں تمام اور انجام کے حافظے دیکھے جاتے ہیں۔ اشتعلی نے انجام اچھا کر دیا مجھے کئی دفعہ خیال آیا ہے کہ یوں تو ہم فصلیں کرواتے نہیں۔ ممکن ہے خدا تعالیٰ کے نزدیک ہون تکالما اچھا ہو۔ اس نے یہ ذریعہ پیدا کر دیا۔ کہ جلو انہوں نے فصلیں نہیں نکلائی۔ یہ اس طرح ہی فاسد ہونے کا دل دیتے ہیں۔ مگر میں یہ کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ جو بھی واقعہ ہو احمد کرنے والے کی نیت بہر حال مجھے اس نئے کوئی بخود عدالت میں اس نے اقرار کیا ہے کہ میں اسی نیت سے آیا تھا کہ کو ماروں۔ مگر یہ سیدھی بات ہے کہ جس نے بھی مجھے مارنا چاہا اس نے مجھے نہیں مارنا چاہا تھا۔ بلکہ اپنے خیال میں احمدیت کو مارنا چاہا تھا اور یہ چیز ایسی ہے جس کے متعلق میرا ندیہ بی فرض ہے کہ میں دُنیا کو بتا دوں کہ احمدیت کا میری زندگی سے کوئی تعلق نہیں۔ حضرت سیعیون عدویہ علیہ السلام فوت ہوئے تو دنیا نے یہ سمجھا تھا کہ احمدیت ختم ہو گئی۔ مگر پھر احمدیت اس سے بھی آگئی تھی گئی۔ حضرت خلیفۃ الرؤوف رضی اشتعل فوت ہوئے تو انہوں نے بھلابس یہ بڑھا ان میں قلعند تھا۔ اب یہ ستم میں۔ پھر جب میں خلیفہ ہوا۔ تو لوگوں نے کہا ایک پتے کے ہاتھ میں خلافت الگی ہے۔ مگر وہ بچ پچ آج بڑھا ہے اور احمدیت آج جوانی کی طرف جاری ہے۔ نہ اس کے بچپن نے احمدیت کو نقصان پہنچایا اور نہ اس کا بڑھا پا احمدیت کو کوئی نقصان پہنچا سے گا۔ دُنیا کتنی بھی کوشش کرے احمدیت کا پورا داشتھے گا۔ بڑھتا جاتے گا۔ ترقی کرتا جاتے گا۔ آسمان تک جا پہنچے گا۔ یہاں تک کہ۔ نہیں اور آسمان کو پھر اسی طرح ملادے گا۔ جس طرح

رسول کیم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوا تھا۔

وکیوں ہمارے ماں فارسی کی ایک ضرب الشل مشہور ہے کہ سے

خدا شرے بر انگریز کو خیر بار دکان باشد

یعنی خدا تعالیٰ بعض دفعہ کوئی شرپیا کرتا ہے لیکن اس میں ہمارے لئے خیر قصود ہوتی ہے۔ اب دیکھو یہ واقعہ گزر اونٹا ہے میں اس وقت ہم بھی گھر رہتے۔ ہمارا تو تخلیق پاتا ہی ہے اس کو آخر کھینچتا ہے۔ باقی جماعت کو بھی ایک صدمہ پہنچا۔ لیکن یہ کتنا بڑا نشان ہے کہ جس وقت میں خلیفہ برادر لوگوں نے حضرت صاحب کے الہام ڈالنے تو انہیں سے ایک الہام ”فضل عمر“ بھی انہوں نے پیش کرنا شروع کیا۔ کہ دیکھو یہ دوسرے خلیفہ ہوئے میں اہدان کے لئے الہام ہے ”فضل عمر“ پیغمبر میں نے اس پر خوب سبھی اٹائی کہ لوچی یہ ”فضل عمر“ ہون گئے ہیں۔ اب یہ جو تمہارا خلیفہ بننے کا سوال تھا یہ تو تمہارے ہاتھ کا ایک فعل تھا۔ بے شک قرآن یہی کہتا ہے کہ میں خلیفہ بنتا ہوں۔ مگر میں تو اور میں کے ہاتھ سے ہے اور جو چیز آدمیوں کے ہاتھ سے بنتا جاتی ہے۔ وہ کوئی دلیل لوگوں کے سامنے نہیں ہوتی یہ کہتے کہ دیکھو حضرت صاحب نے کہا تھا ”فضل عمر“ اور یہ دوسرے خلیفہ بن گئے تو بڑی کنجی نان کے بعد دلیلیں نکالنی پڑتیں کہ اب تک نہ رہنے کی کوئی حدود تھی اور کون اس پر یقین رکھ سکتا تھا۔ یہ ذریعہ باتیں ہیں۔ دشمن کا سیدھا جواب یہ تھا کہ تم نے ان کو دوسرا خلیفہ بنادیا۔ اب لگے ہوں الہام چسپاں کرنے تھے اپنے آپ خلیفہ بنایا ہے لیکن یہ چیز خدا تعالیٰ نے اسی پیاسی جو تمہارے ہاتھوں سے نہیں ہوئی۔ تمہارے مخالفت کے ہاتھوں سے ہوئی۔ (۱) جس دن مجھ پر حملہ کیا گیا۔ اسی دن حضرت عمرؓ پر حملہ کیا گیا تھا۔ یعنی بدھ کے دن۔ (۲) جس طرح ایک غیر مقصودہ شخص نے حضرت عمرؓ پر حملہ کیا تھا۔ اسی طرح ایک غیر مقصودہ شخص نے مجھ پر حملہ کیا۔ (۳) جس طرح مسجد میں حضرت عمرؓ پر حملہ کیا گیا تھا۔ اسی طرح مسجد میں مجھ پر حملہ کیا گیا۔ (۴) جس طرح بیچھے سے اگر دشمن نے حضرت عمرؓ پر حملہ کیا تھا۔ اسی طرح بیچھے سے اگر مجھ پر حملہ کیا گیا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ان پر صیحہ کے وقت حملہ ہوا اور مجھ پر عصر کے وقت حملہ ہوا۔ لیکن جو قرآن شریف کی تفہیں

پڑھنے والا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ قرآن شریف میں جو معلومۃ الوسطی کا لفظ آتا ہے، اس کے متعلق مفسرین نے یہی لکھا ہے کہ اس سے یا عصر کی نماز مراد ہے یا صحیح کی گویا صبح اور عصر کو ایک نام میں شرکیت قرار دیتے ہیں۔ پس وہ ساری مذاہیتیں جو حضرت عمرؓ کے حملہ کے ساتھ تھیں۔ وہ ساری کی ساری اشاعت گے اس بجلہ ملادیں۔ اور پھر ”فضل عمر“ کہہ کر یہ بھی بتا دیا کہ ہم اس کیسا تھا حضرت عمرؓ سے بڑھ کر معااملہ کریں گے۔ یعنی حضرت عمرؓ اس حملہ کے نتیجہ میں شہید ہو رہے تھے لیکن یہ پیدا ہونے والا لڑکا اس حملہ کے باوجود پنج جائیگا۔ اور زندہ رہے گا۔ اب دیکھو تو ہمارے اور ہمارے اختیار کی بات نہیں تھی تم یہ نہیں کر سکتے تھے کہ کسی شخص کو کہو کہ تر جا کر حملہ کر۔ تاکہ عمرؓ کے ساتھ مشاہد بہت پوری ہو جائے۔ یہ کام حرف دشمن کے ہاتھ سے ہو سکتا تھا۔ چنانچہ جو واقعات ہوتے ان کو دیکھ کر مجھ ہی نہیں آتا۔ کہ ہمارے آدمیوں کو اس وقت ہر کیا گیا تھا۔ مثلاً وہ آئتا ہے تو ہمارے آدمی اس کو پناہ بھی نہیں۔ اس کو ٹھانے بھی نہیں۔ اس کی خاطر بھی کرتے ہیں۔ اور کسی کو یہ جانلے ہیں آنکہ تم تھیں تو کیسی یہ ہے کون۔ قادیانی میں یہ تابعہ تھا کہ اجنبی آدمی کو نمانے کے وقت پہلی دو صحفوں میں نہیں ملیجھے دیتے تھے۔ اور جماعت کے مختلف مخلوقوں کے دوسرے پہلے کے پہلے دیتے تھے۔ یہاں آگر ان کو بڑا اطمینان ہو گی۔ کہ اب کسی قوم کا کوئی خطرہ نہیں۔ اور پھر وہ شخص اپنے افراد کے مطابق اس کے پہلی صفت میں بیٹھا اور کسی نے نہیں پوچھا کہ میاں تم اجنبی آدمی ہو تو تم پہلی سطہ میں کیوں بیٹھے ہو۔ بلکہ عجیب بات تو یہ ہے کہ مجھ سے عدالت نے پوچھا کہ کیا آپ نے اس لڑکے کو دیکھا تھا۔ میں نے کہا میں نے تو نہیں دیکھا تھا۔ بات یہ ہے کہ چنانچہ تعالیٰ کا مسئلہ تھا کہ وہ نظروں پر پردہ ڈال دے۔ ورنہ عقول انسان کی نظر مُٹھ جاتی ہے اور وہ دیکھ لیتا ہے۔ عالمیں نے یہی کہا کہ میں نے تو دیکھا نہیں۔ یہ مانا ہے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں۔ ورنہ میں نے اسکو نہیں دیکھا۔ تو یہ ساری چیزیں اسی تھیں جو ہمارا تذکرہ میں تھیں کیسی غلطیہ یہ کیا تھی کہ تھیں اور یا پھر ڈالنے کی تدبیر تھیں۔ برعکس ان ساری تدبیریں کے تجویز مندرجہ ذیل نے حضرت عمرؓ سے میری شاہبت امرت ثابت کر دی۔ پھر حضرت

سلہ حوالے:- طبری جلد ۳ ص ۲۶۲-۲۶۳

الغزوات الاسلامیہ جلد ۲ ص ۳۹۰ (تألیف السید احمد بن ذہنی (حلان مفتی کر)) مطبوعہ مصہدر

”الفاروق“ ص ۲۸۲-۲۸۳ مراکظ علامہ شبلی نعیانی

میسح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک سچی گئی بھی پوری گفتگی۔ حضرت سیع موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے متعلق فرمایا تھا کہ میں نے دیکھا تھا مگر آیا ہے۔ اور اس کے تمام کپڑوں پر گستاخ پارہ صدی وغیرہ پارہ پا جائے پر خون پڑا ہوا ہے۔ یہ خواب کتنے مرسر کی ہے۔ میں چھڑا تھا۔ اور میری گیارہ بارہ سال کی تھتی۔ جب انہوں نے یہ خواب دیکھی۔ اور میری پنیٹھ سال کی عمر میں آکے یہ خواب پڑی ہوئی۔ یہ کتنا بڑا سماجی نشان ہے۔ پھر انہی دنوں میں میں نے رُؤیا میں دیکھا کہ میں انکو اسی کمیش کی گلبہ پر ہوں۔ وہ جگہ اس لئے دکھانی گئی تھی۔ کہ اس کے نتیجے میں لوگوں کے جوش کی وجہ سے بعض باتیں پیدا ہوئیں۔ بہ جال میں نے دیکھا کہ میں انکو اسی کمیش کے باال میں ہوں اور بیگ پچھے کے شخص نے اگر مجھ پر حملہ کیا ہے۔ اور میں گرگی ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کیسا تھک کرنی اور آدمی بھی ہے کہتے ہیں داشا علم کہاں تک شیک ہے۔ کہ کوئی شخص اس وقت سجدہ سے بجا گا تھا۔ جس کے سخن یہ ہیں۔ کہ کوئی اور شخص بھی اس امتیزی میں میٹا ہوا تھا۔ بہ جال وہ رُؤیا میں درستون کو سنا دی تھی۔ اور پھر اسی طرح ہوتا۔ کہ پچھے سے ایک شخص نے حملہ کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حفاظت

فرماتی۔۔۔

تاریخ احمدیت

جلد سیزدهم

سو ایک ترجمہ قرآن کے اشاعت سے یک
سینا حضرت مصلح مونوڈ کے سفر یورپ سے
کامیابہ مراجعت تک

(مئی ۱۹۵۳ء — ستمبر ۱۹۵۵ء)

مؤلفہ
دوسٹ محمد شاہد

الناشر
ادارۃ المصنفین۔ ربواہ

یہ صفحات تاریخ احمدیت جلد بقتبم مؤلفہ مولانا دوست محمد شاہد سے پیش کئے گئے ہیں اور مزید تفصیلات کیلئے اس کتاب کے بقیہ صفحات اس لئک پر ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں

Volume 17 according to old edition.

Volume 16 for new edition year 2007.

<https://www.alislam.org/urdu/pdf/Tarikh-e-Ahmadiyyat-V16.pdf>

خلاصہ کلام:

بم نے قرآن، لغات، طب اور واقعہ کے اصل تاریخی حوالے سے زیر بحث مسئلہ پر غور کیا اور اس تمام تفصیل سے بمیں تینوں سوالات کے جوابات حاصل ہوئے اور پتہ چلا کہ:

قرآن میں خدا پر جھوٹ باندھنے والے کی جس شریان (الوئین) کے قطع کرنے کا ذکر ہے وہ گردن میں نہیں پائی جاتی بلکہ اس کا آغاز دل سے سینہ میں ہوتا ہے اور اس کے کٹھے سے انسان کی فوری موت واقع ہونے کا قوی امکان ہوتا ہے۔

کیونکہ جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد، خلیفة المسیح الثانی المصلح موعود کی گردن پر سر کے قریب خنجر سے حملہ ہوانہ کہ سینہ پر لہذا دل سے نکلنے والی شریان (الوئین) کے کٹھے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی ثبوت ہے اور نہ ہی آپ کی فوری وفات ہوئی جسکی قرآن اور طب کی رو سے توقع کی جا سکتی ہے بلکہ آپ کچھ عرصہ میں گردن کے رخ میں صحتیاب ہو کر اپنے فرائض کی انجام دی میں پھر مصروف ہو گئے اور کچھ ماہ بعد اسی سال کے جلسہ سالانہ پر خطاب فرمایا اور اپنے اوپر ہونے والے حملہ کی تفصیل بھی بیان فرمائی جو مندرجہ بالا تاریخ احمدیت کے صفحات میں موجود ہے۔

اب اس تفصیل کے بعد ان لوگوں کا یہ دعویٰ کہ امام جماعت احمدیہ پر گردن پر ہونے والے حملہ سے ظاہری طور پر وہ شریان کٹ گئے جس سے قرآن نے "الوئین" کہا ہے، کیا باطل ثابت نہیں ہو جاتا؟

اور پھر اس کی بنیاد پر انکا یہ دعویٰ کہ جماعت احمدیہ کے دوسرے امام نے خدا پر جھوٹ باندھا لہذا یہ شریان (الوئین) کٹ گئی، بھی باطل نہیں ٹھہرتا؟

جب سچائی کھل جائے تو شریف النفس اسے مان لیتے ہیں اور فضول کی تاویلات نہیں کرتے اور اپنے دعویٰ سے دستبردار ہو کر معذرت کرتے ہیں اور معافی مانگتے ہیں

جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہ حیا یہی ہے

آئیں اسلام کے اس بطل جلیل پر سلام بھیجیں جس نے اپنے عمل سے ثابت کر دکھایا کہ وہ اسلام کے فتح نصیب جرنیل
مرزا غلام احمد قادریانی کا وہی ذکری غلام اور وہی بیٹا ہے جس کا خدا کی طرف سے عطا کی گئی پیش گوئی مصلح موعود میں
ذکر ہے

یہ ہے وہ مقام محمود جس پر خدا کی پیار کی نظر پڑتی ہے اور حسد کی حسد کی وجہ سے کبھی وہ حسد
اس مقام محمود پر خنجر سے وار کرتا ہے تو کبھی لفظی دجل سے

یہ مقام محمود مسیح موعود کے ذکری غلام کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:

مُحَمَّدٌ عَمَرٌ مِيرِيٌّ كَثُرَ جَائِئَ كَاشٌ يُونِيٌّ
هُوَ رُوحٌ مِيرِيٌّ سَجْدَهٌ مِينَ اُور سَامِنَےٌ خَدَا ہُو

جسے خدا اپنی تائید و نصرت کی فعلی شہادت کے ساتھ یہ کہے کہ

عَسَى أَن يَبْعَثَنَّ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

تو کسی ماں نے وہ بچہ نہیں جنا کہ وہ جسمانی خنجر یا لفظی دجل کے خنجر سے اسے اس مقام سے بٹا سکے

"دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں اور حاسدوں کے منصوبے لا حاصل ہیں"

(نوٹ: اس مضمون میں صرف ان لوگوں کے مخصوص اعتراض کا جواب دیا گیا ہے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ جماعت
احمدیہ کے دوسرے امام کی گردن پر حملہ کے نتیجے میں ظاہری و جسمانی طور پر ان کی رگ جان کلی اور وہ اس طرح
سورہ الحلقہ کی آیت کا شکار بنے

اس مضمون میں اس موضوع پر تفصیلی بحث نہیں کی گئی کہ سورہ الحلقہ کی ان آیات کا اصل مفہوم کیا ہے

ان آیات کا اصل مفہوم یہ ہے کہ خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والے کا سلسلہ کبھی پنپ نہیں سکتا اور خدا خود جھوٹے
سلسلہ پر ایسی موت وارد کرتا ہے جیسے کسی کی رگ جان کاٹ دی جائے، ان معنوں کی رو سے بھی جماعت احمدیہ کے
دوسرے امام اور انکی جماعت سچی ثابت ہوتی ہے جو کہ آج دنیا کے 190 سے زائد ممالک میں پہلی چکی ہے اور دنیا
بھر میں مسلمانوں کی ایک پر امن اور منظم جماعت کے طور پر مشہور ہے جو خدا کے پیغام کو پھیلانے اور اس پر ہونے
والے بر حملہ کے دفاع کیلئے بردم تیار رہتی ہے)